ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ - ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اِبْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَھُوَ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَقَالَ: یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّھَا رَحْمَۃٌ ثُمَّ اَتْبَعَھَا بِاُخْرٰی. فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ، وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یُرْضٰی رَبَّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ» (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ: حضرت انس رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رض کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ابراہیم رض جان بحق ہو رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں یہ منظر دیکھ کر بہنے لگیں، عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ سے عرض کیا کہ — یا رسول اللہ آپ بھی (روتے ہیں)، آپ نے فرمایا اے ابن عوف رض یہ رحمت ہے۔ اس کے بعد آپ کی آنکھوں سے پھر آنسو جاری ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور قلب غمگین ہے اور ہم اپنی زبان سے وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کی وجہ سے غمگین ہیں (بخاری)

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اَسْلَمَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَکَتَمَ عَلَیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ —

ترجمہ: حضرت ابی رافع اسلم مولی رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی میت کو غسل دیا پھر اس پر پردہ پوشی کی، تو اللہ تبارک تعالیٰ اس کے لئے چالیس مرتبہ مغفرت فرماتے ہیں۔ امام حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا کہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے —

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «مَنْ شَھِدَ الْجَنَازَۃَ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْھَا فَلَہٗ قِیْرَاطٌ، وَمَنْ شَھِدَھَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ»، قِیْلَ وَمَا الْقِیْرَاطَانِ؟ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص جنازے کے اندر حاضر رہا، یہاں تک کہ اس پر نماز بھی پڑھی گئی تو اس کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص جنازہ میں حاضر رہا۔ حتیٰ کہ اس کو دفن بھی کر دیا گیا تو اس کے لئے (ثواب میں) دو قیراط ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ دو قیراط کتنے ہیں (دیا گیا ہیں)، آپ نے فرمایا۔ دو بڑے پہاڑوں کی مانند اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے

عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَکَانَ مَعَہٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْھَا وَیُفْرَغَ مِنْ دَفْنِھَا فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ، وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْھَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ»، رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ —

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ، ایمان کے ساتھ اور ثواب کی غرض سے جائے، یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فارغ ہو جائے، تو ثواب میں سے دو قیراط لے کر لوٹتا ہے ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جس شخص نے جنازہ پر نماز پڑھی، اور پھر اس کے دفن ہونے سے پہلے لوٹ آیا، تو وہ شخص ایک قیراط (ثواب سے) لے کر لوٹتا ہے (بخاری)

عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ نُھِیْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ یُعْزَمْ عَلَیْنَا — مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ ہم کو جنازوں کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا ہے اور (اس بارے میں، ہم پر سختی نہیں کی گئی (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ مَیِّتٍ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ اُمَّۃٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ مِائَۃً کُلُّھُمْ یَشْفَعُوْنَ لَہٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِیْہِ» رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی جنازہ ایسا نہیں کہ جس پر مسلمانوں کی ایک جماعت نے نماز پڑھی۔ جن کی تعداد سو ہو۔ اور ہر ایک ان میں سے اس (میت) کے لئے خدا سے سفارش کرے مگر یہ کہ اسکی سفارش قبول

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ایڈیٹر مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے — ششماہی ۶ روپے

جلد ۹ | ۱۱ راکتوبر ۱۹۶۳ء | ۲۲ جمادی الاول سنہ ۸۳ھ | شمارہ ۲۳

اعتصام بحبل اللہ

بُرا ہو مغربی سامراجیوں اور ساحران افرنگ کا کہ انہوں نے مسلمان ممالک کو اس قسم کے خطروں سے دوچار کر دیا اور ایسے مسائل میں الجھا دیا ہے کہ اب ان کا ان خطرات و مسائل سے عہدہ برآ ہونا سخت مشکل ہو گیا ہے اور وہ مصائب و مشکلات کے نرغہ میں گھر کر رہ گئے ہیں۔ عربوں کے لئے اسرائیل کا وجود ایک مستقل خطرہ ہے۔ پاکستان کے لئے کشمیر کا مسئلہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اور انڈونیشیا کے سامنے پہلے ہو گنی کا قضیہ تھا تو اب ملائیشیا سے الجھاؤ کا سلسلہ چل نکلا ہے غرضیکہ پیچیدہ مسائل اور مشکلات کی ایک زنجیر ہے جس میں تمام مسلم ممالک بندھے ہوئے ہیں اور اس صورت حال کی بناء پر وہ اس غلط پوزیشن میں آ گئے ہیں کہ انہیں اپنے وجود کے بقاء و استحکام کے لئے یا امریکی بلاک کا دست نگر ہونا پڑتا ہے یا روس اور چین کے آگے دست سوال دراز کرنے میں ہی اپنی خیر نظر آتی ہے اور یہ مسلمانوں کے لئے انتہائی ذلت اور پستی کی بات ہے کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں دست سوال دراز کرنے کی بجائے غیروں کے دروازوں کی دھول چاٹتے پھریں اور انہیں اپنی قوت و سطوت اور خدا کی نصرت پر بھروسہ نہ ہو مگر غیروں کی امداد پر زندگی بسر ہو جانے کی امید ہو تاہم موجودہ حالات میں وہ گدائی پر مجبور ہیں اور یہ صورت.. حالات ان کی اپنی ہی بد اعمالیوں کی پیدا کردہ ہے۔ کاش تمام مسلم ممالک اغراض کو بالائے طاق رکھ کر محض مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپس میں مل بیٹھیں اور سوچیں کہ وہ بجائے بڑی طاقتوں کے حریف بننے کے تابع طاقت کیوں بن گئے ہیں؟ کن اسباب کی بناء پر وہ اغیار کے آلۂ کار بنے ہیں۔ اور وہ کیونکر خطرات و مصائب سے نجات حاصل کر سکتے ہیں؟

لیکن ہمیں افسوس ہے کہ بجائے آپس میں مل بیٹھنے اور اتحاد و اتفاق کی داغ بیل ڈالنے کے مسلمان ممالک پھوٹ کا شکار ہیں۔ انہیں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں رہا اور وہ محض بندۂ اغراض بن کر رہ گئے ہیں۔ رہ گیا اسلام تو اس سے انہیں سروکار ہی نہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ انڈونیشیا کی فوجیں ملیشیا کی فوجوں کے سامنے صف آرا ہیں۔ اور صدر انڈونیشیا ملیشیا کے قیام کو منیلا کانفرنس کے خلاف ......قرار دیتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ مسلمان کا مسلمان سے برسرپیکار ہونا اسلام کے خلاف ہے۔ خدا کے حکم کی نافرمانی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانے کے مترادف ہے مشرق وسطیٰ میں آیئے تو مصر سعودی عرب کا دشمن ہے اور سعودی عرب مصر کو ایک آنکھ نہیں دیکھ بھاتا۔ شام اور ...مصر کا اتحاد اختلافات کی نذر ہو چکا۔

اب شام کی بعث پارٹی نے جو مصری شامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی ذمہ دار ہے ایک اعلان میں کہا ہے کہ شام اور عراق کا وفاق جلد قائم ہو گا اور اس میں دوسرے عرب ممالک بھی شرکت کر سکیں گے۔ حتیٰ کہ متحدہ عرب جمہوریہ بھی اس وفاق میں شامل ہو سکتا ہے لیکن اسے وفاق پر غالب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ بلکہ اس کے اختیارات اور حقوق محدود ہوں گے۔ اس اعلان سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ شام و عراق صدر ناصر کے غلبہ سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں۔ کہ عوام انہیں پسند کرتے ہیں اس لئے ان کا غالب آ جانا یقینی ہے اس لئے پہلے ہی پابندیاں عائد کر دو۔ یہی حال دوسرے ممالک کا ہے۔ کوئی ملک ایسا نہیں جس کے اندر دوسرے کے خلاف شکوک و شبہات نہ پائے جاتے ہوں۔ کشمیر کے مسئلہ میں پاکستان کا موقف اس قدر ٹھوس اور ناقابل تردید اور حقائق پر مبنی ہے کہ کوئی بے عقل بھی اس سے اختلاف نہیں کر سکتا مگر آج تک کسی بھی اسلامی ملک کو کھل کر اور واضح انداز میں پاکستان کی حمایت کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہ صرف اپنے ہی حالات کے مطابق اور اپنے ہی منافع کے پیش نظر کسی مسئلہ کو دیکھتے ہیں۔ انہیں حق بات کہنے اور ایک اسلامی ملک کے مصائب و مشکلات سے کوئی واسطہ نہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ذلیل و رسوا اور دوسروں کے دست نگر ہیں اگر آج بھی متفق و متحد ہو جائیں اور اعتصام بحبل اللہ کو مضبوطی سے تھام لیں تو وہ دنیا کی بہت بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔ بلکہ توازن اقتدار ہی کو اپنے ہاتھ میں رکھ سکتے ہیں خدا ہمیں وہ دن دیکھنا نصیب کرے کہ مسلمان ممالک اکٹھے ہو کر کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کریں اور اپنے مسائل کو ایرانی، افغانی، مصری، ترکی، عربی، پاکستانی وغیرہ ہونے کی بناء پر نہیں بلکہ مسلمان ہونے اور اسلام کے ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے سوچیں — آمین۔

کاغذ کی ہوش رُبا گرانی

رسائل و اخبارات کے لئے استعمال کا کاغذ عموماً نایاب ہو رہا ہے۔ چنانچہ کمیابی کے باعث کافی قیمت پر بھی بمشکل مل رہا ہے لہٰذا حکومت اور تاجران کاغذ جلد مناسب توجہ مبذول فرمائیں۔

علاوہ ازیں نادہندہ حضرات بھی خدام الدین جیسے دینی پرچے کی رقوم ارسال فرمائیں۔

مجلس ذکر ۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۳ء ۱۴ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۸۳ھ

مرتبہ: خالد سلیم

دکھاوے سے اعمال ضائع ہوتے ہیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

بزرگان محترم!

گذشتہ جمعرات علاج یا پرہیز کے متعلق کچھ عرض کیا تھا۔ کہ اگر علاج کے ساتھ .... پرہیز نہ کیا۔ تو نقصان ہوگا۔ یعنی عبادت۔ ذکر اللہ کرنے کے ساتھ حرام مال بھی کھاتے رہے۔ تو تو سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔ ہرگز بارگاہِ الٰہی میں قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات پاک ہے۔ وہ پاکی کو پسند کرتے ہیں اور پاک چیزوں ہی کو قبول کرتے ہیں۔

مشتبہ اور حرام مال کھاکر عبادت کرنا ایسا ہے۔ جیسے ٹینکی کا نلکا کھول دیا جائے اور اُسے بھرنے کی کوشش کی جائے جتنا اس میں پانی ڈالیں گے۔ اتنا ہی وہ نلکا کھلا رہنے کی وجہ سے بہہ جائے گا۔ اور وہ کبھی نہیں بھرے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے ایک مرتبہ اپنے غلام کے ہاتھوں بغیر تحقیق کے کچھ کھالیا۔ غلام نے پوچھا۔ کہ حضرت! آپ بغیر تحقیق کے کبھی کچھ نہ کھاتے تھے۔ آج کیوں کھالیا۔ تو آپ رضؓ نے فرمایا کہ اچھا! یہ کھانا کیسا تھا۔ تو اُس غلام نے کہا۔ کہ حضرت! زمانہ جاہلیت میں میں اٹکل پچو سے کام کیا کرتا تھا۔ ٹونے، منتر وغیرہ پڑھا کرتا تھا۔ تو لوگ خوش ہو کر مجھے کچھ دے دیا کرتے تھے آج جو ان لوگوں کی طرف میرا گذر ہوا۔ تو انہوں نے مجھے یہ کھانے کی چیز دی۔ جو آپ نے کھائی ہے۔ یہ سننے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے انگلی ڈالکر سارا کچھ اپنے حلق سے نکال دیا۔

جب تک حرام خورد و نوش سے نہیں بچیں گے۔ اس وقت تک عبادت الٰہی میں لطف و سرور پیدا نہ ہوگا۔ نیکی کی طرف رغبت نہیں ہوگی۔

آج کل اکثر غذائیں حرام سے ملی ہوئی ہیں۔ اگر دس من دودھ میں پاؤ بھر پیشاب ڈال دیا جائے تو سارا دودھ حرام ہے پینے کے قابل نہیں ہے

اسی طرح حلال کمانے کے ساتھ ساتھ سود بھی لیتے ہیں۔ رشوت بھی لیتے ہیں اس سے وہ حلال کمائی بھی حرام بن جاتی ہے ــــــ

آج وراثت کو تقسیم کرنے سے پہلے حلوے مانڈے کھائے جاتے ہیں پیٹ کے مولوی ختم شریف کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ یتیموں کے مال میں سے کھا کر اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتے ہیں۔ دیگیں پکتی ہیں۔ کسی کو ڈر اور خوف خدا نہیں کہ ہم یتیموں کا مال کھا رہے ہیں وراثت ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔

آج میں ایک اور چیز عرض کرتا ہوں عبادت اگر خلوص قلب کے ساتھ ہو گی۔ رضا الٰہی مقصود محبوب مطلوب ہو گی تو اعمال قبول ہوں گے۔ لیکن اگر دکھاوے کی نمازیں۔ دکھاوے کے چندے دکھاوے کے صدقات و خیرات اور دکھاوے کے ذکر اذکار ہونگے۔ تو یہ سب مردود ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں ہرگز قبول نہیں کئے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ مجھے اپنی امت سے سب سے زیادہ خطرہ چھوٹے شرک کا ہے۔ صحابہ کرام رضؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا۔ کہ چھوٹا شرک "ریا" دکھاوا ہے۔ ایک اور حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دکھاوا (ریا) نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے سامنے حافظ قرآن پیش ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ تم نے دنیا میں کیا کیا۔ وہ کہے گا۔ کہ یا اللہ! آپ نے مجھے قرآن حفظ کرنے کی توفیق دی۔ میں نے کئی مسلمانوں کو قرآن پڑھایا، حافظ بنایا قاری بنایا۔

اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ یہ سب کچھ تم نے شہرت و ناموری اور دکھاوے کے لئے کیا تھا۔ تاکہ لوگ کہیں کہ واہ واہ کیا اچھا قرآن پڑھتا ہے۔ میری رضا کے لئے نہیں کیا تھا اس لئے آج تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔

اس کے بعد شہید کو لایا جائے گا وہ کہے گا۔ کہ میں نے اسلام کی بلندی کے لئے اپنی جان کو تیری راہ میں قربان کر دیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ تو جھوٹ بولتا ہے تو اس لئے لڑا تھا تاکہ میری قوت اور جرأت مندی کا مظاہرہ ہو، اور لوگ یہ کہیں کہ کتنا بہادر و جری ہے کہ اللہ کی راہ میں جان قربان کر دی ــــــ

چونکہ تم نے میری رضا کے لئے جان نہیں دی۔ اس لئے آج تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔ پھر ایک سخی لایا جائے گا۔ وہ کہے گا کہ یا اللہ! آپ نے مجھے مال و دولت دی۔ میں نے صلہ رحمی کی۔ صدقات و خیرات کی۔ تیری راہ میں خوب خرچ کیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ یہ سب کچھ تم نے اپنی ناموری، شہرت اور دکھاوے کے لئے کیا۔ کہ لوگ مجھے سخی کہیں۔ چونکہ تم نے میری رضا کے لئے خرچ نہیں کیا۔ اس لئے آج تمہارا بھی ٹھکانا جہنم ہے

محترم حضرات!

آپ غور کریں۔ کہ اسی طرح اگر ہم اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے ناموری شہرت اور دکھاوے کے لئے ذکر اذکار۔ نمازیں صدقات۔ دین کی نشر و اشاعت میں بڑھ کر حصہ لیں گے۔ تو یہ سب کچھ بجائے ثواب اور نجات کے الٹا عذاب کا باعث ہوگا۔

جس طرح حلال خورد و نوش کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اعمال خالصاً رضاء الٰہی کے لئے ہونے شرط ہے۔

اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہر حال میں خوش رہیں۔ تکلیف و راحت میں اللہ کی کثرت

... ۱۹

خطبہ جمعہ ۱۵ رجمادی الاول ۱۳۸۳ھ بمطابق ۴ر اکتوبر ۱۹۶۳ء

مومنوں پر اللہ جلّ شانہٗ کا سب سے بڑا احسان

حضرت مولانا عوض محمد صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ — کوئٹہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ
الحمد للّٰہِ و کفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ج وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ہ
پ۴ رکوع ۸ آیت ۱۶۴)

ترجمہ! اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو اُن میں انہیں میں سے رسول بھیجا ان پر اس کی آتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔

بزرگو اور دوستو!

اللہ تعالٰے جل شانہٗ نے اپنے اور ہمارے مابین رسولوں کو واسطہ بنا کر بھیجا ہے۔ اس مضمون سے میں یہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا کہ رسول دنیا میں کیوں آئے؟ کیوں مبعوث ہوئے حضور علیہ السلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کیونکر تمام مخلوق الٰہی کے لئے عام ہے

ہمارا اور آپ کا عقیدہ ہے کہ خالق کائنات موجود ہے۔ وہ اپنی قدرت کے ساتھ ہر جگہ، ہر آن اور ہر گھڑی حاضر و ناظر ہے لیکن ہم اُسے دیکھ نہیں سکتے ہم میں اُسے دیکھنے کی طاقت ہی نہیں ہے اور ہم کیا ہیں بڑے بڑے جلیل القدر نبی اُسے دیکھنے کی تمنا پوری نہ کر سکے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے نبی نے درخواست کی:-

رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ط
(پ۹ رکوع ۶ آیت ۱۴۳)

اے میرے رب مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں ——

تو جواب ملا - لَنْ تَرٰىنِیْ - تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا

پیغمبر درخواست کرتے ہیں اور جواب یہ ملتا ہے آپ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے - موسیٰ علیہ السلام کچھ افسردہ ہو گئے ان کے دل میں ملال سا آگیا تو بارگاہِ خداوندی سے حکم ہوا -

وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ

لیکن پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا چنانچہ موسےٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ج (پ۹ رکوع ۶ آیت ۱۴۳)

پس جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف تجلی کی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسےٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے ——

پہاڑ تجلیٔ الٰہی کو سنبھالنے کی تاب نہ لا سکا اور موسےٰ علیہ السلام بھی اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے تو جب موسیٰ علیہ السلام ایسے جلیل القدر پیغمبر کا یہ حال ہے کہ وہ تجلی الٰہی کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے - اور خداوند قدوس کی ذاتِ اقدس کو نہ دیکھ سکے - تو ہم کیوں کر دیکھ سکتے ہیں - مگر ہمارا ایمان ہے اور خدا کے پیغمبروں نے اس کی شہادت دی ہے کہ خدا موجود ہے - وہ ہمارا خالق ہے ہم مخلوق ہیں، وہ حاکم ہے، ہم محکوم ہیں وہ مالک ہے ہم مملوک ہیں، وہ مسجود ہے ہم ساجد ہیں، وہ معبود ہے - ہم عابد ہیں - ہمارا کام تو اس کی عبادت کرنا، اس کی رضا حاصل کرنا اور اس کے حکموں کو بجا لانا ہے -

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک انسان جسے ہم دیکھ سکتے ہیں جب اس کی رضامندی اور ناراضگی بغیر اس کے بتلائے ہم معلوم نہیں کر سکتے اور ہم اندازہ نہیں کر سکتے اور یقیناً ہم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اس کے دل میں کیا ہے اور وہ کیا ارادہ رکھتا ہے تو خالق کائنات جسے ہم دیکھ بھی نہیں سکتے اس کی رضامندی اور ناراضگی کا علم کیونکر حاصل کر سکتے ہیں - اس کا

جواب

اللہ کے رسول ہیں - اور یہی سوال کہ ہم اللہ کی مرضی کس طرح معلوم کر سکتے ہیں رسولوں کی ضرورت پر دلالت کرتا ہے - رسول آتے ہی اس لئے ہیں کہ وہ اللہ کی مرضی سے لوگوں کو آگاہ کریں بندوں کو واضح کریں کہ اللہ کو کیونکر راضی کیا جا سکتا ہے اور خود عملی نمونہ بن کر دکھائیں کہ اللہ کو راضی کرنے والوں کا حال یہ ہوتا ہے -

صِرَاطُ مُّسْتَقِیْم

سورۂ فاتحہ ہم ہر روز تلاوت کرتے ہیں - ہر رکعت میں اس کا اعادہ ہوتا ہے - اور دن میں کئی کئی مرتبہ ہم یہ الفاظ دوہراتے ہیں -

اھدنا الصراط المستقیم

اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا اور وہ سیدھا راستہ کونسا ہے ارشاد ہوتا ہے -

انک لمن المرسلین ہ علی صراط المستقیم ہ

بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں سیدھے راستے پر —— تو معلوم ہوا سیدھا راستہ ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور قرآن عزیز اس پر اور آپ کی رسالت پر گواہ ہے - پھر فرمایا سیدھا راستہ انعام یافتہ لوگوں کا ہے اور وہ کون ہیں - فرمان الٰہی صادر ہوتا ہے

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ہ
(پ۵ رکوع ۶ آیت ۶۹)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہو تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے - جن پر اللہ نے انعام کیا - وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں -

گویا ہر نماز میں بار بار ان کے طریق پر

چلنے کی دعا کی جاتی ہے اور ساتھ ہی یہ درخواست بھی ہوتی ہے کہ اے اللہ ہمیں "مغضوب اور ضالین" کے راستہ پر نہ چلانا۔ اور مغضوب اور ضالین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا راستہ اور ان کی راہ پر چلنے والوں کا راستہ سیدھا راستہ ہے اور یہود و نصاریٰ کی راہ صریح گمراہی اور ذلت کی راہ ہے جس سے بچنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ صراط مستقیم پر چلنے کی خواہش کا اظہار کرنا۔

آئیے

ہم اپنے ماحول کا جائزہ لیں، اپنے حال پر نظر دوڑائیں اور گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم نے عملاً کس کی راہ اختیار کر رکھی ہے۔ اللہ کے پیارے نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی راہ پر چلنے والوں کی یا مخالفین اسلام یہود و نصاریٰ کی۔

حضور علیہ السلام کی آمد کا مقصد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے تشریف لائے تھے کہ صراط مستقیم کی نشان دہی کریں، لوگوں کو سیدھے راستے پر چلائیں۔ اللہ کی مرضی بتائیں اور بندوں کو آگاہ کریں کہ اللہ جل شانہٗ کس عمل سے راضی ہوتا ہے اور کس چیز سے ناراض ہوتا ہے۔

مومنوں پر احسان عظیم

چنانچہ اسی بنا پر کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کائنات ارضی و سماوی میں بسنے والی تمام مخلوق کے ہادی، انہیں اللہ کی مرضی سے آگاہ کرنے والے اور صراط مستقیم پر چلانے والے خدا کے سب سے آخری پیغمبر اور قیامت تک کے لئے اولین و آخرین کے رہنما اور سیّد المرسلین ہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر ان کی بعثت کا احسان جتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ ہیں نے مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور جس نعمت کا حق تعالےٰ شانہٗ احسان جتلائیں۔ وہ نعمت کس قدر بڑی ہو گی اس کا اندازہ ساری مخلوق بھی نہیں کر سکتی اللہ جل شانہٗ نے انسان کو ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے لیکن احسان صرف بعثت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جتلایا ہے۔ دوسری کسی نعمت کا احسان نہیں جتلایا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی خداوند قدوس عز اسمہٗ کی بے مثال اور سب سے بڑی نعمت ہے کہ جس کا حق تعالےٰ شانہٗ نے بھی احسان جتلایا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی خدا کے وہ برگزیدہ پیغمبر ہیں جنہوں نے قعر مذلت میں گری ہوئی انسانیت کو اوج ثریا پر پہنچا دیا، اسلام ایسی لازوال نعمت سے سرفراز کیا۔ اور خدا کے بندوں کو علم و عمل کی بے مثل بلندیوں پر جا بٹھایا۔

محترم حضرات! اس دنیا میں بے شمار لوگ ہیں جو مختلف علوم کی دولت سے بہرہ ور ہیں اور معلومات کے خزانے اپنے اندر چھپائے بیٹھے ہیں لیکن سب سے بڑھ کر علم۔ معرفت الٰہی کا علم ہے، وحیٔ خداوندی کا علم ہے۔ اور رسول اعظم ہونے کے باعث اس کے مبلغ اعظم تمام انبیا و رسل میں جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور وہ نہ صرف مبلغ اعظم ہی ہیں بلکہ معلم اعظم، مرشد اعظم اور مصلح اعظم بھی ہیں۔

اسلام سے مقصود عمل ہے

برادران محترم! اسلام صرف معلومات اور علم کا نام نہیں یہ اپنے پیروؤں سے عمل کا طالب ہے، اور اسلام سے مقصود عمل ہے ویسے جہاں تک معلومات کا تعلق ہے یورپ والوں کو بھی اسلام سے متعلق بہت سی معلومات ہیں اور شاید لاکھوں مسلمانوں سے بھی زیادہ ہوں مگر چونکہ اسلام ان کی زندگیوں میں جاری و ساری نہیں اور وہ ایمان کی دولت سے محروم ہیں اس لئے کافر کے کافر ہیں۔ مگر جس حد تک اسلام کی عظمت کا تعلق ہے وہ ان کے دلوں میں بھی موجود ہے اور وہ منتظر ہیں کہ ان کے سامنے عملی اسلام پیش کیا جائے کیونکہ وہ مغربیت زدہ بے حیا اور انسانیت سوز زندگی سے تنگ آ چکے ہیں اور وہ اس سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں آخر یہ بھی کوئی تہذیب ہے کہ جس میں انسانیت سرے سے فنا ہو جائے اور خون انسانی کی ارزانی ہو جائے لیکن وہ اپنے اندر کوئی سامان اصلاح نہ رکھتی ہو اور دنیا کو امن و عافیت کا گہوارہ نہ بنا سکے۔

پچھلی جنگ عظیم ہی کو لے لیجئے۔ چھ کروڑ انسان صرف اسی جنگ میں میں ہلاک ہوئے، لکھوکھا عورتیں بیوہ ہوئیں اور کروڑوں بچے یتیم ہو گئے۔ اور اس قدر مالی نقصان ہوا کہ اگر ۲ ارب انسان ۲½ سو روپیہ فی نفر سو سال تک کھاتے تو ان سے یہ اثاثہ ختم نہ ہوتا — کیا یہ تہذیب انسانیت کی کوئی خدمت سرانجام دے سکتی ہے؟ اس میں تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے، لوگ اس سے متنفر ہیں اور اس انسانیت سوز اور ہلاکت خیز تہذیب و تمدن سے تنگ آ چکے ہیں — وہ امن و عافیت کی تلاش میں ہیں اور امن و عافیت صرف پیغمبر آخر الزمان جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی آغوش میں پناہ لینے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے لیکن

کاش

ہماری زندگیاں صحیح ہو جائیں اور اسلام کے رنگ میں رنگی جائیں تو اقوام مغرب اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہمیں دیکھ کر فوراً اسلام قبول کر لیں۔ مگر ہمارا دین حق پر عمل نہیں اور ہم صرف نام کے مسلمان رہ گئے اگر ہمارا عمل صحیح ہوتا تو غیر مسلم ہمیں دیکھ کر ضرور متاثر ہوتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے پر مجبور ہو جاتے

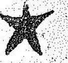
برادران محترم!

یاد رکھو! عمل کی بنیاد عقیدہ پر ہے۔ اگر عقیدہ مضبوط ہو گا تو ایمان پختہ ہو گا اور عمل کی اسی قدر توفیق نصیب ہوگی۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ جل شانہٗ ہر گھڑی اور ہر آن انسانوں کے احوال اور ان کے دلوں میں پیدا ہونے والے ارادوں تک سے واقف ہے انسان کے ہر عمل پر اس کی نظر ہے اور

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

(از حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ)

نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں



مرتبہ محمد مقبول عالم بی اے لاہور

۲۰ر مارچ سنہ ۱۹۴۷ء جمعرات

یادِ الٰہی کی خواہش

انسان کی فطرت ہے۔ کہ اسے کھانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اگر بیمار ہو جائے۔ تو یہ خواہش مر جاتی ہے۔ علاج کیا جائے۔ تو پھر خواہش پیدا ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح روحانی نظام ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یاد کی خواہش پیدا ہونا، یہ انسانیت کا خاصہ ہے۔ اگر پیدا نہیں ہوتی تو صحت روحانی خراب ہوگی۔

بعض اوقات ایسے موانعات پیش آ جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے آدمی مجبور ہو جاتا ہے۔ اور ذکر سے رُک جاتا ہے۔ مثلاً بیمار ہو جائے۔ اور حلقہ ذکر میں نہ آ سکے۔ یا جیسے ان فسادات کے دنوں میں پچھلی دو تین جمعراتوں میں ہم جمع نہیں ہو سکے۔ جب ایسی مجبوریاں پیش آئیں اور ذکر سے رُک جائیں۔ تو جب وہ مجبوری رفع ہو جائے۔ تو پھر اسی طرح ذکر میں شاغل ہو جانا چاہیئے سُست ہو جانا نہ چاہیئے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسی مجبوریوں کے وقت بھی اجر باقاعدہ ملتا رہتا ہے۔ بشرطیکہ نیت میں اخلاص ہو۔

اللہ کا نام بکثرت لینا چاہیئے۔ اللہ کے نام میں برکت ہے، دنیا کی مشکلات کا حل ہے، آخرت کی نجات ہے،

۲۷ر مارچ سنہ ۱۹۴۷ء جمعرات

رُوحانی رشتے

رشتے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جسمانی اور دوسرے روحانی، جسمانی تعلق اتنا عزیز نہیں ہوتا، جتنا روحانی تعلق، اپنی برادریوں ہی کو دیکھ لیجئے میں تو یہی دیکھتا ہوں کہ ہر کوئی ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ عربی میں کہا کرتے ہیں کہ الاقارب کالعقارب (قریبی رشتہ دار بچھو کی مانند ہیں)، میں کہا کرتا ہوں۔ کہ خدا کرے کہ ماں ایک ہی بیٹا اور ایک ہی بیٹی جنے۔ جتنے بھائی ہوتے ہیں۔ آپس میں لڑتے ہیں۔

جسمانی ماں باپ سے بڑھ کر روحانی ماں باپ، جسمانی بھائی سے بڑھ کر روحانی بھائی اور جسمانی بیٹوں سے بڑھ کر روحانی بیٹے ہوتے ہیں۔ ہاں اگر ان سے روحانیت کا بھی تعلق ہو۔ تو پھر نورٌ علیٰ نور ہے۔ اور ان سے اصلی تعلق روحانیت ہی کا ہوگا۔

جس اخلاص سے آپ اپنے وفات یافتہ روحانی بھائیوں اور بہنوں کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔ کیا برادری والے کر سکتے ہیں۔

اگر ذکر کے لئے شوق پیدا ہو۔ اللہ اللہ کرنے کو جی چاہے۔ اللہ والوں سے محبت ہو۔ اللہ کے گھر کی کشش ہو تو سمجھیں کہ صحت روحانی ٹھیک ہے۔ اگر ایسا نہیں۔ تو صحت روحانی خراب ہوگی۔ بعض اوقات ذکر کا شوق ملنے کے بعد کسی گناہ کی شامت سے چھن بھی جاتا ہے میں نے کئی ایسے لوگ دیکھے ہیں۔ ایک آدمی یا تو مجاز طریقت تھا۔ یا اب عورتوں کے اغوا کا کام کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پناہ دے۔

یہ چوروں اور ڈاکوؤں کا جہاں ہے یہاں کئی ایمان پر ڈاکہ مارنے والے ہیں بیوی بھی ڈاکو ہے۔ اولاد بھی ڈاکو ہے۔ برادری بھی ڈاکو۔ ان ڈاکوؤں سے ایمان بچانے کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ والوں کی صحبت اختیار کی جائے اس طرح ایمان کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

۳ر اپریل سنہ ۱۹۴۷ء جمعرات

ذکر کے فوائد

جہان دو ہیں۔ ایک یہ جس میں ہم رہتے ہیں۔ اور ایک وہ جہان ہم نے جانا ہے یہ عالم ناسوت ہے۔ وہ عالم ملکوت ہے عالم ملکوت ہی سے ہم آئے تھے۔ اور پھر وہیں جانا ہے۔ یہاں سدا نہیں رہنا اس لئے ہمیشہ توجہ اس جہان کی طرف رہنی چاہیئے۔ اس جہان میں رہ کر بھول نہیں جانا چاہیئے۔ ہوش سے زندگی گزاریں بے ہوشی سے نہ گزاریں

یہ عالم ظلماتی ہے اور وہ عالم نورانی ہے۔ یہاں جو روشنی بھی آتی ہے۔ اصل میں عالم ملکوت سے آتی ہے۔ سورج اور چاند سب عالم ملکوت کی پیداوار ہیں اگر یہ نہ ہوں تو دنیا اندھیری ہو جائے۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے

اللہ کے ذکر سے نور ملتا ہے۔ قرآن کا سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے۔ تو دنیا کی زندگی تو کجا، قبر کی زندگی، حشر کی زندگی اور اس سے بھی آگے جنت اور دوزخ کی زندگی نظر آنے لگے گی۔ اس سے بینائی تیز ہو جاتی ہے۔

مولانا عبدالعزیز میرے حضرت کے خلیفہ ہیں۔ پچھلے دنوں یہاں آئے ہوئے تھے۔ میں انہیں فسادات کی وجہ سے زیادہ دیر نہ ٹھہرا سکا۔ وہ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے وصیت کی۔ اے عبدالعزیز! تین چیزیں ہاتھ سے نہ دینا۔ اللہ تجھے تنگ نہیں کرے گا۔ ایک مسجد، دوسرے قرآن، تیسرے دل۔ اسی میں سارا دین آ جاتا ہے .... دل اللہ کے ذکر میں شاغل رہے۔ مسجد سے محبت ہو اور قرآن حال ہو جائے، تو اللہ تعالےٰ کیوں تنگ کرے گا۔ اس کا وعدہ ہے۔ جو اللہ کے ذکر میں شاغل رہے گا۔ اس کی زندگی بہترین گذرے گی۔ لیکن جو ذکر سے منہ موڑے گا۔ اس کی زندگی تلخ ہوگی۔

ایک صاحب ہیں۔ وہ پہلے بڑے تنگ حال تھے۔ پھر ذکر شروع کیا۔ تو خوش حال ہو گئے لیکن اب میرے پاس آئے۔ شکایت کی۔ کہ بڑی تنگی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا کہ تم نے بھینس رکھی ہوئی ہے بھینس کی وجہ سے کئی نمازیں باجماعت رہ جاتی ہوں گی۔ اس نے کہا۔ ہاں رہ جاتی ہیں۔ میں نے کہا ذکر بھی نہیں کرتے ہوگے۔ اس نے کہا۔ ہاں سستی ہو جاتی ہے۔ میں نے اُسے تلقین کی۔ کہ اس بات کا خیال رکھو۔ کہ کوئی نماز جماعت سے نہ رہے۔ اور کام رہ جائیں۔ لیکن نماز مسجد میں جا کر ادا کرو۔ اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہو اور ذکر جیسے بتایا ہوا ہے اسے جاری رکھو۔ تو ...

علمی وفقہی مسائل اور اُن کے جوابات

جناب مولانا سمیع الحق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین۔ اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو قلبی دورہ لگنے کی بیماری ہے جب قلبی بیماری لگتی ہے تو جو کچھ منہ میں آتا ہے بکنے لگ جاتا ہے۔ اسی قلبی دورہ لگنے کی حالت میں اس نے یک لخت اپنی عورت کو کہا۔ کہ تمہیں طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ پھر چند روز کے بعد پھر رجوع کر لیا اور صحبت کی۔ عورت طلاق ہوگئی۔ اور اس پر حرام ہے یا نہیں؟

نذیر احمد خان ولد نور محمد خان سکنہ ڈب براستہ لیاقت آباد۔ میانوالی۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق:۔ اگر شخص مذکورہ قلبی دورہ کے وقت مخبوط الحواس ہو اور اس کی عقل بحال نہ ہو اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ اس کو نہ سمجھ سکتا ہو تو اس کی طلاق شرعاً طلاق نہیں اور اس کی بیوی شریعت کی رو سے اس کی جائز بیوی اور اس کے لئے حلال ہے علماء شریعت نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ دیوانہ۔ معتوہ۔ مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ لا طلاق صبیّ ومجنون وکذا معتوہ

(شرح وقایہ ج ۲ صفحہ ۱۱)

ترجمہ:۔ ہر عاقل بالغ کی طلاق واقع ہوتی ہے ہاں مگر نابالغ لڑکے اور دیوانہ اور معتوہ و مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

اور اگر قلبی دورہ کے وقت اس کے حواس بجا ہوں مگر اس نے سمجھ کر طلاق دی ہے۔ تو طلاق واقع ہوئی اور اب اسے رجوع کرنا حرام ہے جب تک کہ مطلقہ بیوی کا شرعی طریقہ سے حلالہ نہ ہو۔

سوال ۱:۔ دائمی مریض مثلاً دمّہ کا مریض تپ دق اور نزلہ و زکام کا مریض جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو روزہ رکھنے سے قوت مزید کم ہو جانے کا خطرہ ہو تو ایسے مرض کے لئے کیا حکم ہے۔

سوال ۲:۔ کسی ایسے چھوٹے گاؤں میں جہاں صرف مسلمانوں کے دو تین مکان ہوں۔ اور وہاں نماز عیدین نہ ہوتی ہوں اس جگہ قربانی کا جانور کس وقت ذبح کرنا چاہیے۔ آیا سورج طلوع ہونے سے قبل بھی کر سکتے یا اس کے بعد ہی شرعی حکم کیا ہے۔

سوال ۳:۔ حکومت کے جاری کردہ پونڈز کو خریدنا کیسا ہے۔ بانڈ سے حاصل شدہ رقم جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی محمد قاسم ناگوری میرپور خاص۔

الجواب وباللّٰہ بالتوفیق:۔ ۱۔ اگر ایک شخص مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اسے اللہ تعالیٰ نے روزہ نہ رکھنے اور پھر صحیح ہونے پر اسے قضا ادا کرنے کی سہولت دی ہے۔ ارشاد ہے۔

فمن کان منکم مریضًا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔

ترجمہ۔ پس جو شخص تم سے بیمار اور مسافر ہو پس وہ قضا شدہ روزوں کی گنتی بعد میں پوری کرے اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں۔

ہاں اگر ایک شخص اپنی صحت یابی سے بالکل مایوس ہو۔ دائمی مرض میں مبتلا ہو۔ روزہ رکھنے کی طاقت کسی وقت بھی نہ رکھ سکتا ہو اور ماہر ڈاکٹر و معالج کی بھی یہی رائے ہو کہ اس کا مرض کسی وقت بھی زائل نہیں ہوگا اور مریض اسی حال پر مر گیا تو نہ قضا ہے نہ فدیہ ہاں شیخ فانی کی طرف سے ہر ایک روزہ کے بدلے فدیہ دینا ہے۔

جواب ۲:۔ جہاں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی جاتی ہو وہاں تو قبل از نماز عید قربانی نہیں کرنی چاہیے۔ ہمارے امام ابو حنیفہ رح امام احمد رح اور امام مالک رح کے نزدیک ایسے مواقع پر نماز عید سے فراغت حاصل کرنے کے بعد قربانی صحیح ہو سکتی ہے۔ ہاں جن مقامات میں نماز عید نہ ہوتی ہو بوجہ قریہ ہونے کے وہاں اتنی انتظار کرنی چاہیے۔ کہ سورج طلوع ہو جائے نماز عید تو وہاں نہیں۔

جواب ۳:۔ مروجہ انعامی بونڈ پر جو انعامات دئے جاتے ہیں وہ سود ہی کے بعض اقسام میں داخل ہے۔ اس لئے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک قدیم عرصہ سے قبرستان کی جگہ جو فی سبیل اللہ وقف ہے اور چند قبور بھی موجود ہیں۔ مگر وقف کرنے والے کا پتہ نہیں کیا اب اس جگہ کوئی دوسری عمارت بن سکتی ہے یا کہ نہیں۔

المستفتی۔ غلام حیدر ولد حیات علی مرحوم سکنہ چک سوری (آزاد کشمیر)

الجواب وباللّٰہ التوفیق:۔ جو قبرستان وقف قبور کے واسطے ہوا ہے اس میں مکان یا مسجد بنانا درست نہیں کہ وہ سب زمین قبور کے واسطے وقف ہوئی ہے خلاف شرط واقف کے کوئی تصرف درست نہیں۔

کذا فی العالمگیریہ (فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ ۵۹ از مولانا رشید احمد گنگوہی رح)

سوال:۔ ایک مولوی صاحب ہمیشہ جمعہ کے دن اذان ثانی (جو خطیب کے سامنے پڑھی جاتی ہے) کہلوا کر تقریر شروع فرماتے ہیں۔ آدھ یا پون گھنٹہ تقریر فرمانے کے بعد مختصر سا عربی خطبہ پڑھ کر جماعت کرواتے ہیں چونکہ دیہاتی لوگ دیر تک آتے رہتے ہیں اور اول جمعہ کی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔ نیز سامعین خطبے کے آداب کو بھی پورا... نہیں کر سکتے جو لوگ اذان ثانی کے بعد سنتیں پڑھتے ہیں وہ درست ہیں یا نہیں۔ اور خطبہ کے دوران یا اذان ثانی اور خطبہ کے درمیان مولوی صاحب کا یہ فعل اور طریقہ کیسا ہے؟

المستفتی۔ صوفی محمد رمضان گھنگوال (سرگودھا)

الجواب وباللّٰہ التوفیق:۔ خطبے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان ثانی کے بعد خالص عربی زبان میں خطبہ پڑھا جائے دوران خطبہ میں دوسری زبان میں کچھ کہنا خواہ نثر ہو یا نظم میں ثابت نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور عام صحابہ یا ائمہ مجتہدین اور علمائے سلف سے عربی میں خطبہ پڑھنا ثابت اور منقول ہے خطبہ کے دوران یا اذان ثانی کے بعد دوسری زبان میں کچھ پڑھنا منقول نہیں لہذا یہ طریقہ بدعت ہی ہوگا فقہاء رح نے بھی اس کو مکروہ تحریمی ہی لکھا ہے۔

نبی کریم صلعم دو خطبے پڑھا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان بیٹھا کرتے اور خطبہ میں قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سناتے۔ وعظ و نصیحت کے غرض سے خلفاء راشدین اور صحابہ وائمہ وتابعین نے غیر اقوام کے سامنے اور عجمی ملکوں میں بھی غیر عربی خطبے یا عربی خطبوں میں غیر عربی الفاظ و اشعار نہیں پڑھے حالانکہ ایسی جگہوں میں ضرورت بھی تھی مگر اس لئے کہ سنت نبوی کی مخالفت لازم نہ آئے وعظ و تذکیر کے لئے مناسب یہ ہے کہ اذان ثانی سے پہلے وعظ و تذکیر اور تقریر اپنی زبان میں کی جائے اذان ثانی کے بعد سنتیں پڑھنی بھی مکروہ ہو جاتی ہیں کتب فقہ میں اس کی تشریح موجود ہے فقط واللہ علم وعلمہ اتم واحکم

جب دہلی پر انگریزوں نے قبضہ کیا

اور مغل شہزادے گولیوں کا نشانہ بنائے گئے ۱۸۵۷ء کے روح فرسا واقعات

مسز سعیدہ خانم شگفتہ نجیب آبادی — مقام اوجین)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ۱۰ر مئی کو میرٹھ سے شروع ہوئی تھی جب ۸۵ فوجیوں کو کارتوس سے انکار کرنے پر دوسرے سپاہیوں کے سامنے وردیاں اتروا کر بیڑیاں پہنائی گئیں اور انہیں دس دس برس قید کا حکم سنایا گیا ان ۸۵ فوجیوں نے یہ کارتوس لینے سے اس بنا پر انکار کیا تھا کہ ان کے خیال میں ان کارتوسوں میں گائے یا سور کی چربی ملی ہوئی تھی چربی کی افواہ بڑی تیزی سے تمام ملک میں پھیل رہی تھی اور شاید اسے تقویت نہ ملتی اگر انگریزوں نے والیان ریاست کو گدیوں سے اُتار کر ریاستوں پر قبضہ کرنے کا سلسلہ شروع نہ کیا ہوتا۔ ان واقعات نے انگریزوں کے خلاف غم وغصہ کا جذبہ پیدا کر دیا تھا اور بغاوت کے حامی جگہ جگہ جاکر بغاوت کا اعلان کر رہے تھے میرٹھ چھاؤنی کے اس واقعہ نے آگ پر تیل کا کام کیا، دوسرے فوجیوں کو اندیشہ ہوا کہ کل کو ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اچانک انگریزوں پر حملہ کر دیا اور آزادی کا جھنڈا اٹھا کر دہلی کی طرف مارچ شروع کر دیا۔ انگریز مقابلہ نہ کر سکے کیونکہ تمام میرٹھ شہر باغی ہو گیا تھا بغاوت کی افواہیں کئی دن سے دہلی میں پھیل رہی تھیں اور عام لوگ یہ دعائیں مانگ رہے تھے کہ کب برطانوی حکومت ختم ہوتی ہے۔ میرٹھ کے باغی سپاہی ایک طرف سے دہلی میں داخل ہوئے تو دہلی سے بھی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دہلی کے گرد و نواح سے بھی ہتھیار بند لوگ انگریزوں پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو گئے ان دنوں مسٹر سائمن فریزر دہلی کے کمشنر تھے۔ انہیں آدھی رات کے وقت میرٹھ سے باغیوں کے مارچ کی اطلاع ملی نوکروں نے انہیں جگا کر خط دیا۔ لیکن کمشنر شراب کے نشہ میں مدہوش تھا۔ اس نے خط جیب میں رکھ لیا اور سو گیا۔ صبح جب اس نے خط پڑھا تو ہندوستانی فوج شہر میں داخل ہو کر قلعہ میں گھس چکی تھی کمشنر اور دوسرے افسر فوارہ کی کوتوالی میں جمع ہوئے۔ مگر باغیوں نے اس عمارت کو گھیر لیا تمام افسر دوسرے راستہ سے بھاگنے لگے مگر ہجوم نے حملہ کر دیا جس سے مسٹر فریزر، مسٹر کلس اور مسٹر ہیٹن وغیرہ مارے گئے جو بچے وہ شہر سے بھاگنے لگے کوئی شملہ چلا گیا کوئی لدھیانہ کوئی فیروز پور دہلی انگریزوں سے مکمل خالی ہو گئی۔

بہادر شاہ کا فرمان

باغیوں نے شہر میں داخل ہو کر بہادر شاہ ظفر سے درخواست کی کہ وہ اپنے آپ کو شہنشاہ ہند قرار دیں اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دینے کا فرمان جاری کریں اس وقت اگرچہ بادشاہ کی حکومت عملی طور پر دہلی میں بھی نہیں تھی۔ لیکن بادشاہ کا اثر ورسوخ بہت تھا۔ بادشاہ نے ایک جنگی کونسل قائم کی اور جنگ کا اعلان کیا اور والیان ریاست سے امداد حاصل کرنے کے لئے سپاہی بھیج دیئے چند دن میں پنجاب، یوپی اور دوسرے صوبوں سے فوجیں سامان جنگ اور روپیہ آنے لگا اور زور شور سے جنگ شروع ہو گئی۔

جوابی حملہ!

۱۱ر مئی کو ہندوستان آزاد ہو گیا تھا ۸ر ستمبر کو انگریزوں نے تمام طاقت اکٹھی کر کے جوابی حملہ شروع کیا انگریزوں نے اپنی فوجیں موری گیٹ، کشمیری اور کشن گنج کے باہر رکھی تھیں کشن گنج میں ہندوستانی فوج زیادہ مضبوط نہیں تھی۔ مگر کشن گنج کے پانڈی سخت مقابلہ کر رہے تھے۔ سرہنری گریٹ نے اپنے ایک خط میں اعتراف کیا تھا کہ پانڈیوں نے ہماری ہر فوج کو ناکام بنا دیا انہوں نے ہماری چار توپوں کو چھین لیا اور ہمارے بہت سے افسروں کو ہلاک کر دیا۔

۱۷ر ستمبر کو رات کی تاریکی میں انگریزوں نے اپنی فوج کو موری گیٹ کی طرف مارچ کرنے کا حکم دیا، لیکن بہادر شاہ کی فوج نے خوفناک گولہ باری کی انگریزی فوج کے سینکڑوں سپاہی ہلاک ہوئے جو بچے وہ بھاگ گئے بہادر شاہ کی فوجوں نے لڈیو کیل سے آگے تک انگریزوں کا مقابلہ کیا۔ ۱۱ر ستمبر کی لڑائی کشمیری گیٹ کے مورچہ پر ہوئی بہادر شاہ کی فوج نے ایسی گولہ باری کی کہ انگریزوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ انگریزوں کے پانچ سو سے زیادہ سپاہی ہلاک ہوئے

جاسوسوں نے کام خراب کیا

دہلی شہر میں انگریزوں کے بہت سے جاسوس تھے۔ جو بہادر شاہ کی فوجوں کی نقل وحرکت کی خبریں انگریزوں کو پہنچاتے تھے ان میں سے کئی لال قلعہ میں بھی کام کر رہے تھے ان کی اطلاع پر ۱۸ر ستمبر کو جنرل نکلسن نے قدسیہ باغ سے اپنی فوجوں کو بڑھایا اور دیوار پر چڑھنے کی کوشش کی مگر اس فوج کو باغیوں نے بری طرح سے تباہ کیا۔ دوسری فوج کشمیری گیٹ کے راستہ سے شہر میں داخل ہو گئی۔ ایک اور فوج دریا پار کر کے کشمیری دروازہ کی فوج سے گرجے کے میدان میں مل گئی جس انگریزی فوج نے کشن گنج، پہاڑ گنج اور عیدگاہ کی طرف سے حملہ کیا تھا اسے بُری طرح شکست ہوئی۔ مگر کشمیری گیٹ میں جو فوج داخل ہوئی تھی اس نے ایک طرف کابلی گیٹ کے راستہ جامع مسجد کی طرف اور دوسری طرف سے اجمیری گیٹ کی طرف بڑھنا شروع کیا مگر شاہ کی فوج نے سخت مقابلہ کیا کئی انگریز افسر جن میں جنرل نکلسن بھی تھے مارے گئے۔ تاہم مسٹر ٹامس مٹکاف کی فوج جامع مسجد کے دمرن ہسپتال تک پہنچ گئی تھی یہاں مقابلہ کے لئے کوئی فوج نہ تھی مگر لوگ اس اندیشہ سے انگریز جامع مسجد کو گرا دینا چاہتے ہیں۔ اکٹھے ہو گئے۔ اور انہوں نے ایسا ہلہ بولا کہ مٹکاف کی فوج بھاگ نکلی اور کشمیری گیٹ تک بھاگتی گئی تاہم انگریزوں کے پاس بہت بڑی فوج اور سامان جنگ تھا۔ انہوں نے حملہ جاری رکھا اور ۱۹ر ستمبر کو سارے شہر پر قبضہ کر لیا۔ قلعہ اب تک محفوظ تھا مگر ایک تو جاسوسوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور دوسرے بادشاہ کے اپنے ساتھی بد دل ہو رہے تھے۔ بادشاہ کے کمانڈر انچیف جنرل بخت خاں کی یہ اسکیم تھی کہ بادشاہ کسی پہاڑی مقام پر اس کے

باقی ص ۱۶

روحانی امراض کا ہسپتال

مظہر اور نصیر دونوں انشورنس ایجنٹس صوفی بشیر کو بری طرح چمٹ گئے ہیں اور باوجود جان چھڑانے کے نہیں چھوڑتے

محمد عثمان غنی — واہ کینٹ راولپنڈی

مظہر:۔ صوفی صاحب! حفظِ ماتقدم نہایت ضروری ہے۔ آپ ہماری نصیحت مان لیجئے اور زندگی کا بیمہ کرا لیجئے۔

نصیر:۔ انسان ایک ناپائیدار مشین ہے جو کسی بھی وقت بیکار ہو سکتی ہے۔ مشین جب تک چلتی رہے تب تک تو اس کو مشین کہیں گے اور جب فیل ہو گئی تو بس لوہے کا ڈھیر ہے۔ چلتی ہوئی مشین کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ مگر ٹوٹی پھوٹی مشین کو کباڑی دمڑیوں کے مول بھی اٹھاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ انشورنس ایک ایسی چیز ہے جو مشین کے بیکار ہو جانے پر بھی اُس کے پورے بلکہ اُس سے بھی زیادہ دام دلوا دیتی ہے۔

مظہر:۔ اور انسان تو پھر انسان ہے اس کی قیمت کا تو کوئی حساب ہی نہیں ہے۔ جب تک ایک آدمی جیتا ہے اُس کی معاشرے میں ساکھ ہوتی ہے بڑے بڑے نواب اور رئیس سلام کرتے ہیں۔ مگر جب سانس نکلا۔ تو بس ساری عزت اور وقار ختم۔ اگر لاش تھوڑے دن پڑی رہے تو بدبو آنے لگے مشین کو تو پھر بھی کباڑی خرید لیں گے۔ اگر بھینس مر جائے۔ تو اُس کا چمڑہ جوتے بنانے کے کام آ جائیگا ہڈیوں اور سینگوں تک کی قیمت پڑ جائے گی۔ لیکن مردہ انسان کا کوئی مول نہیں۔ اُس کو قبر میں ہی دفن کر دیا جاتا ہے۔

نصیر:۔ بڑے بڑے خوبصورت چہرے جن کے حُسن و جمال پر ہر کوئی فریفتہ ہوتا تھا ہم نے اپنے سامنے اُن پر جھریاں پڑتی دیکھی ہیں۔ ایک نوجوان لڑکی ہمارے سامنے ایف۔ ایس۔ سی کر کے بڑے متمول گھرانے میں بیاہی گئی میں خود دولہا کی برات میں گیا تھا۔ دولت ڈھلتی چھاؤں ہے۔ آج کسی کے پاس ہے۔ تو کل کسی اور کے پاس جہاں دولت و ثروت کی فراوانی تھی وہاں غربت ناچنے لگی دولہا کو ٹی۔ بی ہو گئی۔ گھر کا اثاثہ بک بکا کر ان کی بیماری پر لگ گیا۔ وہی دلھن جس کے حسن و جمال کا شہرہ کونے کونے میں تھا رو رو کر اُس کے رخساروں پر بڑھاپے کی لکیریں پڑ گئیں۔ آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی۔ جس بدن پر کم خواب اور ٹشین کے ملبوسات ہوا کرتے تھے وہاں چیتھڑے نظر آنے لگے جوتے ٹوٹ گئے اور اُس بچاری کے مرمریں پیر۔ پھٹے ہوئے جوتوں کے سوراخ سے جھانکتے تھے۔ دولہا میاں آخر چل بسے دو بچے یتیم ہو گئے۔ گھر اُجڑ گیا۔ جوان بیوہ اپنے بچے پالنے کے لئے طرح طرح مصائب کاٹنے لگی۔ بچے اب بھی پڑھ رہے ہیں مگر اُن کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ روئیں تو دلاسا دینے والا کوئی نہیں ہے۔ در و دیوار سے حسرت ٹپکتی ہے۔ ابھی دونوں بچوں کی عمریں آٹھ اور بارہ سال کے پیٹے میں ہیں۔ جانے کب مقصود جوان ہوگا اور کب بچاری بیوہ کے دن پلٹیں گے

مظہر:۔ کتنی درد انگیز داستان ہے بالکل اسی طرح کی ایک خوبرو اور متوسط گھرانے کی لڑکی میں نے دیکھی ہے۔ جس کا خاوند شباب میں مر گیا اُن کے بھی دونوں بچے یتیم رہ گئے اور آج کل وہ پڑھ رہے ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اُن کے ہاں غربت نہیں ناچتی۔ ان کا چولھا سرد نہیں پڑا۔ اُن کی امّی رو رو کر بوڑھی نہیں ہوئی ان کی پوشاک اچھی۔ خوراک اچھی۔ تعلیم اچھی رہن سہن اچھا بلکہ گھر میں بڑا سکون ہے۔ آخر کیوں۔؟ اس لئے کہ فاضل نے مرنے سے پہلے انشورنش کرا لی تھی اور اِدھر اُس نے آنکھیں بند کیں اُدھر اُس کے گھر روپوں کی بوریاں پہنچ گئیں نتیجہ یہ ہے کہ اُن کی فیملی کو نامساعد حالات کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

نصیر:۔ صوفی صاحب آپ چُپ کا تالا کب توڑیں گے؟

صوفی بشیر:۔ مجھے تو اب تک یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ آخر آپ لوگوں کا مطلب کیا ہے

نصیر:۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ زندگی کا بیمہ یعنی انشورنس کرا لیں۔ اس میں آپ ہی کا بھلا ہے۔ اگر آپ کی زندگی میں آپ کی پالیسی۔ میچور (MATURE) ہو گئی تو آپ کی تمام رقم مع منافع واپس ہو جائے گی اور اگر خدا نخواستہ پہلی پریمیم ادا کرتے ہی آپ کسی حادثہ کا شکار ہو جائیں۔ تو جتنی رقم کی آپ نے پالیسی لی ہوگی تو ساری رقم آپ کے ورثاء کو مل جائے گی۔

مظہر:۔ یہ جو نصیر صاحب نے کہا ہے بالکل درست ہے۔ آپ ایک مذہبی ٹائپ کے آدمی ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے انسان کی بے ثباتی کا ذکر کیا ہے آپ کا اُس پر پکا یقین ہونا چاہئے موت سے مفر نہیں ہے۔ بادشاہ بھی مر گئے فقیر بھی۔ ہر کسی کو یہ سفر درپیش ہے۔ صوفی صاحب! ایک آدمی کی لاش ہی رہ جائے اور اُس کو دفن کر کے رو دھو کے چُپ ہو رہیں تو یہ بہتر ہے یا اُس کی موت کے بعد اُس کے لواحقین کی بقا کے لئے ایک خطیر رقم مل جائے تو وہ بہتر ہے؟

نصیر:۔ صوفی صاحب! قبل اس کے آپ مظہر صاحب کے سوال کا جواب دیں میں بھی یہ عرض کر دوں گا۔ کہ آپ میری معروضات پر بھی غور فرمائیں کہ گھر کی بربادی۔ اور بچوں کی خستہ حالی بہتر ہے یا گھر کی رونق بحال رہے اور بچے بھی تعلیم پائیں اور سکون سے جی سکیں یہ بہتر ہے۔ سیدھی سی باتیں ہیں آپ بھی کوئی جاہل آدمی تو ہیں نہیں۔ غور فرما کر ارشاد فرمایئے

صوفی بشیر:۔ دیکھئے آپ دونوں دائیں بائیں سے باری باری مجھے تقریریں سناتے ہیں اور مجھے آپ نے پاگل بنانے کی ٹھان رکھی ہے جہاں آپ نے اتنا میرا دماغ چاٹا ہے۔ مہربانی کر کے اگر تھوڑا سا وقت آپ میری بھی بات سن لیں تو مَیں ہی شکرگزار ہوں گا۔

دونو:۔ آپ ضرور فرمایئے ہم ہمہ تن گوش ہیں

صوفی بشیر:۔ لیجئے آپ سے پہلے مجھے یہ بتایئے کہ یہ چیز جائز ہے؟

مظہر:۔ اس میں شک ہی کیا ہے ہر اچھی چیز کو اچھا ہی کہنا پڑتا ہے۔

نصیر:۔ یہ دیکھئے میرے پاس ایک مُوقر مولوی صاحب کا فتویٰ بھی ہے۔

مظہر:۔ ایک فتویٰ نہیں جی کئی فتوے یہ دیکھئے اور یہ بھی دیکھئے خاص طور پر یہ آخری فتویٰ ہے۔ یہ تو بہت بڑے عالم نے دیا ہے۔ آپ اِن کے علمی مقام سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ چونکہ بیمہ کرانے والے کی نیت خالص ہے اس لئے اُس کا عمل احسن ہے اور اس کو ایسا کام کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اُس کی نیت یہ ہے کہ اگر وہ مر گیا تو اُس کے پس ماندگان کو گزر بسر کرنے کے لئے مالی وسائل مہیا ہو سکیں لہذا اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے کیا خیال ہے پھر صوفی صاحب! فارم بھر دوں؟ کیئے کتنے کی پالیسی خریدیئے گا؟

صوفی بشیر:- یہ فتویٰ دینے والے صاحب جو ہیں ان کے علمی مقام یا ان کی ذاتی رائے سے مجھے بحث نہیں ہے۔ مجھے تو یہ کہنا ہے کہ لوگ ہر بات میں اپنا مطلب نکالنے کی کیا کیا ترکیبیں کرتے ہیں۔ع لوگ یزداں کو بیچ دیتے ہیں۔ اپنا مطلب نکالنے کے لئے مثل مشہور ہے۔ لکھے موسیٰ پڑھے خدا اب عام طور پر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ حضرت موسیٰؑ لکھیں اور خدا تعالیٰ پڑھیں اور پھر نہ جانے مطلب نکالنے والے غوطہ زنی کرتے ہوں اور کیا کیا مطلب نکالتے ہوں اصل بات یوں ہے کہ کسی نے بہت باریک تحریر لکھی جو کسی سے پڑھی نہ جاتی تھی۔ ایک بہت پڑھے لکھے آدمی کو بھی دکھائی گئی کہ فلاں نے یہ تحریر لکھی ہے۔ آپ ذرا پڑھ دیں۔ اس نے کہا کہ بھائی یہ تحریر مجھ سے تو پڑھی نہیں جاتی میں نے بہت زور لگایا ہے آپ اُسی لکھنے والے کو بلائیں۔ وہ لکھے (تو) مُوسا اور پڑھے (بھی) خود آ۔ یعنی بال جیسا باریک لکھے اور خود ہی آکر پڑھے۔ اب یار لوگوں نے اس مثل کو لکھے موسیٰ پڑھے خدا کے الفاظ کا جامہ پہنا دیا ہے اور کئی طرح کے مطلب نکالنے شروع کر دئے ہیں۔ اس حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ نیک اعمال کی بنیاد نیتوں پر ہے۔ اگر کوئی شخص دکھلاوے کے لئے نیک اعمال کر رہا ہو تو اُس کی نیت ریا ہوگی۔ اس کا پاک عمل بھی مردود ہوگا اور دوسری طرف اگر کوئی نیک عمل اللہ کی رضا کے لئے کرے گا تو خدا اُس کی نیت کا اخلاص جانتا ہے۔ اس کا عمل مقبول ہوگا۔ یہ حدیث انشورنس پر کیوں چسپاں کرکے مطلب براری کرتے ہو۔ خدا را خوف کرو۔

نصیر:- صوفی صاحب! قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارًا۔ اس میں صاف طور پر حکم ہے کہ اے ایمان والو اپنا اور اپنی اہل کا آگ سے بچاؤ کرو۔ اب تو آپ کو یقین آنا چاہیے آگ ہی کے خلاف انشورنس کرا لیجئے ہو سکتا ہے گھر کو آگ لگ جائے کھیت جل جائیں وغیرہ وغیرہ

صوفی بشیر:- بہت خوب نصیر صاحب! خدارا اتنا غضب تو نہ کرو۔ قرآن مجید کو بھی اپنے اس مقصد کے لئے استعمال کر رہے ہو۔ تھوڑا علم بھی بری چیز ہوتی ہے اور پھر جہاں تفسیر کرنے والے آپ جیسے علامے ہوں وہاں تو پھر ہر بات کا حل نکل ہی آئے گا۔ مجھے ایک مثال یاد آئی۔ ایک آفیسر کے پاس ایک نوکر تھا جو تھوڑی بہت انگریزی جانتا تھا ایک روز ایک سگرٹ پینے والا مہمان گھر میں آگیا تو آفیسر نے نوکر سے کہا ذرا دوسرے کمرے سے ایش ٹرے (ASH TRAY) اُٹھا لانا۔ اب نوکر نے اس ایش ٹرے کا نام بھی نہ سنا تھا مگر اُس نے فوراً اپنا تھوڑا سا علم کام میں لاکر یوں کہا کہ الماری میں سے ایک ٹرے نکالی اور پھر باورچی خانے میں جاکر چولھے میں سے راکھ لے کر اُس میں رکھی اور مہمان کے سامنے جا رکھی۔ افسر بہت بگڑا اور نوکر کو نکال دینے کی دھمکی دی۔ نوکر نے فوراً کہا صاحب دیکھئے آپ نے ایش ٹرے لانے کو کہا انگریزی میں ایش (ASH) کا لفظ راکھ کے لئے آتا ہے اور ٹرے (TRAY) طشت کو کہتے ہیں۔ لہٰذا میں نے ٹرے میں راکھ ڈالی اور حاضر کر دی آپ خواہ مخواہ بگڑ رہے ہیں۔ ایش ٹرے ہی آپ نے لانے کو کہا تھا۔ افسر نے اور بھی غضبناک ہو کر کہا۔ عقل کے اندھے میاں تمہاری انگریزی دانی اور اس طرح کی موشگافیوں کی ضرورت نہیں ہے ایش ٹرے اُس چھوٹی سی چیز کا نام ہے۔ جس میں سگرٹ پینے والے سگرٹ کی راکھ جھاڑتے ہیں بالکل وہی معاملہ نصیر صاحب آپ کا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا حکم فرمایا ہے اور نیک اعمال کرنے کی ترغیب دی ہے اور آپ انشورنس پر اس کو منطبق کر رہے ہیں خدا را ایسا ظلم تو نہ کرو۔

مظہر:- ہاں تو پھر آپ کس طرح ہماری مغز کا صلہ ادا کر دیں۔ اور ایک آدھ ہزار ہی کی پالیسی لے لیں۔ یقین کریں بیمہ بڑی اچھی چیز ہے پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

صوفی بشیر:- میں ایسے بیمے کا قائل ہوں۔ جس میں نہ پریمیم ادا کرنی پڑے اور نہ ہی کوئی پالیسی لینی پڑے اور پھر فائدہ ہی فائدہ ہو۔

دونو:- ایسا کوئی انشورنس کا ادارہ آپ کو نہیں ملے گا جو ایسا کاروبار کرتا ہو۔ آپ مذاق چھوڑئیے اور فارم بھرئیے۔ لیجئے بسم اللہ کیجئے۔

صوفی بشیر:- آپ مذاق سمجھ رہے ہیں میں تو سچ کہہ رہا ہوں۔ بدن کی ایک ایک ہڈی۔ جسم کا ایک ایک رواں انشور ہو جائے گا۔ لاش کو ایک فضول چیز سمجھ کر یا ردی مشین کی طرح کباڑیوں کے حوالے نہ کیا جائے گا۔ بلکہ انشورنس کا ادارہ اُس کی پوری حفاظت کرے گا۔ اور کئی گنا زیادہ قیمت ادا کرے گا۔

دونو:- اگر یہ بات ہے تو پھر ہم خواہ مخواہ ہر وقت اپنی زبانیں قینچی کی طرح چلاتے رہتے ہیں۔ دن بھر بولتے بولتے یہ حال ہو جاتا ہے کہ رات کو سوتے بھی انشورنس ہی کے لئے لوگوں کو آمادہ کرتے رہتے ہیں اکثر گھر والے صبح بتاتے ہیں کہ رات تم فلاں فلاں شعر پڑھ کر اور شاندار فقرات کے ذریعے کسی کو انشورنس کی اہمیت بتا رہے تھے۔ اگر کوئی ایسا ادارہ بھی ہے۔ جو بغیر پریمیم کے جسم کی ہڈی ہڈی اور بال بال کی انشورنش کر دیتا ہے۔ اور پھر کئی گنا زیادہ قیمت ادا کرتا ہے تو بھائی صاحب ہماری کمپنی کا تو دیوالیہ پٹ جائے گا۔ یا آپ مذاق کر رہے ہیں۔ اور اگر سچ مچ کوئی ایسا ادارہ ہے تو ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں بھی بتائیے۔ یہ تو اب صاف ہے کہ آپ کو جب اس طرح کے ادارہ کا پتہ ہے تو آپ ہمارے فارم تو ہرگز نہ بھریں گے۔ لہٰذا ہماری تقریریں ختم ہوئیں آپ اصل راز سے پردہ اٹھائیں۔

صوفی بشیر:- ہمارے ہاں ایک روحانی امراض کا ہسپتال ہے وہاں ہی آپ کو اس بارے میں مکمل معلومات مہیا ہوں گی۔ چلئے وہاں چلتے ہیں

دونو:- ہسپتال سے انشورنس کا کیا تعلق ہے

صوفی بشیر:- اُس ہسپتال میں ہر قسم کی دوا ملتی ہے۔ آپ اللہ کا نام لے کر چلئے تو سہی

(تینوں مرد کامل کی خدمت میں)

مرد کامل:- عزیزو! دنیا میں اگر برے اعمال کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں عذاب الیم عذاب مہین اور عذاب علیم کی وعیدیں آئی ہیں۔ ارشاد ہے کہ جب دوزخ میں انسانی جسم جلیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ پھر جسم کو بحال کریں گے وہ آگ پھر آگ پھر جلائے گی حتیٰ کہ بار بار یہ عمل دہرایا جائے گا۔ دوزخ کی تپش سے پیاس کی شدت کا یہ عالم ہوگا کہ دوزخی بار بار پکاریں گے۔ کہ سخت پیاس لگی ہے۔ کچھ پینے کو دو۔ جب اُن کی بیقراری حد سے بڑھ جائے گی تو زخموں کا دھوون اور لہو اور پیپ اور کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا پیاس نہ بجھے گی ہونٹ لٹک کر پاؤں تک جا پہنچیں گے اس کے برعکس اللہ کے نیک بندوں کے واسطے انعامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو نعمت کے باغوں میں داخل کریں گے اور ہر طرح کے آرام و راحت کے ساتھ اُن کو رکھا جائے گا۔ حکم ہوگا جو چاہو کھاؤ پیو اور جہاں چاہو چلو پھرو۔ تم نے میرے احکام کے مطابق دنیا گزاری آج اُن کے بدلے ہر ہر نیکی کا اجر کئی گنا بڑھا کر دوں گا۔ جنتی جس چیز کی خواہش کریں گے۔ وہ فوراً حاضر کی جائے گی۔ قبر میں جب تک سوئیں گے آرام کی نیند اور جب حشر کے دن یہ انعامات ملیں گے تو وہ بے حد خوش ہوں گے آج لوگ عارضی زندگی کے بیمے کراتے پھرتے ہیں اور عقبیٰ کی دائمی زندگی کے بیمے کی فکر ہی نہیں ہے آؤ لوگو! بیمہ کرا لو۔ کوئی پریمیم نہیں ہے۔ صرف یہ کرو کہ اللہ کے ہو جاؤ۔ عاجز بن جاؤ۔ توبہ کرلو۔ اور اعمال درست کرکے مرو۔ انشاء اللہ جب یہ پالیسی میچور ہوگی تو پھر دیکھنا کتنا بڑا نفع ملتا ہے۔ اگر اولاد کو دین پر لگا گئے تو اُس چھوٹی پالیسی کا منافع بھی قبر میں پہنچتا رہے گا اور حشر میں بھی برباد

محمد امین لاہور

دربارِ فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

حضرت عمرؓ قبول اسلام سے پہلے جس قدر شدّ و مد کے ساتھ اسلام کے مخالف ہیں قبولِ اسلام کے بعد اس سے کہیں زیادہ جان نثاری سے اسلام کے حامی ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور رہے گی تاریخی کتب میں آپ کے ایمان لانے کے متعلق دو مختلف واقعات مندرج ہیں۔ جن میں سے ایک واقعہ تو نہایت ہی مشہور و معروف ہے۔

دوسرا واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ پھرتے پھراتے خانہ کعبہ میں آتے ہیں۔ رات کا وقت ہے دیکھا کہ وہاں حضورؐ نماز میں قرآن پڑھ رہے ہیں چنانچہ حضرت عمرؓ چپکے سے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رات کا وقت۔ قرآن کی آیات اور پھر محبوبِ خداؐ، صاحبِ قرآنؐ کی زبانِ مبارک۔ حضرت عمرؓ کا دل بے حد متاثر ہوتا ہے۔ نماز کے بعد جب محبوبِ خداؐ واپس چلتے ہیں تو آپ بھی حضورؐ کے پیچھے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ گھر کے قریب حضورؐ مڑ کر دیکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ عمرؓ کیسے آئے ہو۔ حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں غلام ہونے آیا ہوں اور اسلام قبول کر لیتے ہیں۔

آپ کے دورِ خلافت میں اظہارِ رائے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ خلیفہ کا دروازہ سب کے لئے کھلا ہے اور ہر فریادی اپنی شکایت پیش کر سکتا ہے۔ ایک معمولی آدمی بھی حکومت کے کاموں پر جرح اور تنقید کا پورا پورا حق رکھتا ہے۔ ایک دفعہ سرِ منبر خطبہ کے دوران ایک بڑھیا آپ کو ٹوک دیتی ہے اور کہتی ہے۔ "عمرؓ! خدا سے ڈرو! کتاب اللہ اس معاملے میں یوں نہیں کہتی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ تیوری چڑھانے کی بجائے سرِ عام اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں "خدا کا شکر ہے کہ میری سلطنت کی ایک خاتون مجھ سے زیادہ جانتی ہے" اسی طرح ایک بڑھیا آپ کو نہ جانتے ہوئے ایک دفعہ کہتی ہے کہ خدا عمرؓ کی حکومت کو غارت کرے چنانچہ حضرت عمرؓ اس کا نام اور پتہ نوٹ کر لیتے ہیں اور جا کر رجسٹر میں دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کا نام وظیفے والوں میں اندراج سے رہ گیا ہے۔ چنانچہ آپ فوراً اس کا وظیفہ لگا دیتے ہیں۔

ہر حال میں رعایا کی بہتری کا خیال رکھنا آپ کا خاصہ ہے۔ عمال میں سے بھی اگر کسی کے خلاف کوئی شکایت آتی تو آپ اسے باقاعدہ سزا دیتے۔ ایک دفعہ عمر ابن العاص گورنر مصر لوگوں کا ایک جلوس دیکھتے ہیں۔ آپ اس جلوس کی وجہ دریافت کرتے ہیں۔ تو پتہ چلتا ہے۔ کہ ایک نوجوان لڑکی کو بطور بھینٹ دریائے نیل میں ڈالنے کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ کیونکہ اگر بھینٹ نہ چڑھائی جائے تو دریا میں سیلاب نہیں آتا اور فصلیں برباد ہو جاتی ہیں۔ قربانی لینے کے بعد دریا خوش ہو کر جوش میں آتا ہے۔ تو زمین سیراب ہو جاتی ہیں اور فصل خوب پھلتی پھولتی ہے۔ یہ سن کر ابن عاصؓ انہیں حکم دیتے ہیں کہ میں فاروق اعظمؓ کی اجازت کے بغیر تمہیں بھینٹ چڑھانے کی اجازت نہیں دے سکتا چنانچہ آپ لوگوں کو واپس بھیج دیتے ہیں اور یہ تمام ماجرا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں لکھ بھیجتے ہیں۔ فاروق اعظمؓ جواب میں دریائے نیل کے نام ایک خط لکھتے ہیں "کہ اے دریا! ہر چیز خدا کے حکم کے مطابق کام کرتی ہے۔ تو بھی خدا کے حکم سے چلتا رہ اور اگر تو نے کسی قربانی یا بھینٹ کا تقاضا کیا تو یاد رکھ! عمرؓ تیرے خلاف تلوار لے کر آئے گا" خط کے ساتھ آپ حکم دیتے ہیں۔ کہ کہ جہاں لڑکی کو ڈالا جاتا ہے۔ وہاں یہ خط ڈال دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق خط وہاں ڈال دیا جاتا ہے تواریخ شاہد ہیں۔ کہ دریا کے پانی میں جوش آتا ہے اور تمام زمینیں حسبِ سابق سیراب ہو جاتی ہیں۔

ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں حضرت عمرؓ تین بار فرماتے ہیں۔

"یا ساریۃ الجبل! الجبل! اے ساریہؓ پہاڑ کی طرف سے بچنا" تمام لوگ حیران ہوتے ہیں کہ حضرت ساریہؓ تو یہاں سے سینکڑوں میل دور مصروفِ جہاد ہیں۔ یہاں خطبہ کے دوران انہیں پکارنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے چنانچہ خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد عوام آپ سے اس کی وجہ دریافت کرتے ہیں تو فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ دشمن مسلمانوں کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہاڑ کی جانب سے ان پر حملہ کرنے والا تھا میں نے انہیں خبردار رہنے کے لئے آواز دی ہے تاکہ سنبھل جائیں چنانچہ لوگ وہ وقت اور تاریخ نوٹ کر لیتے ہیں اور جب حضرت ساریہؓ کامیاب و کامران جنگ سے واپس آتے ہیں۔ تو لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی تھی چنانچہ حضرت ساریہؓ فرماتے ہیں کہ واقعی میں نے حضرت فاروق اعظمؓ کی آواز سنی تھی اور اگر آپ ہمیں بروقت خبردار نہ کرتے۔ تو ہمیں سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑتا۔ یہ حضرت فاروق اعظم عمر ابن الخطاب کے فیصلے ہیں۔ جن پر آج دنیا انگشت بدنداں ہے۔

راز دو عالم مجھے دل کا آئینہ دکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے

بقیہ روحانی ہسپتال صد سے آگے

مر گئے تو کئی فارم پُر کرنے پڑتے ہیں کئی تصدیقیں کرانا پڑتی ہیں کہ ہاں فلاں آدمی مر گیا ہے اگر کمپنی کو یقین آ جائے تو پھر جا کر اُس کی بیوی بچے اپنے مرحوم باپ کی رقم وصول کرتے ہیں مگر یہاں دیکھو اِدھر آنکھیں بند ہوئیں اُدھر اپنا جمع شدہ سرمایہ وصول کر لو کوئی دوڑ بھاگ کی ضرورت نہیں ہے ہوش کرو اصل انشورنس کراؤ۔ دھوکے کے جالوں میں مت پھنسو۔ اللہ اللہ کرو گے تو اللہ اپنی رحمت کے دروازے کھولے گا۔ کیا آج کل انشورنس کی رقم وصول کرنے کے جعلی موتیں نہیں ہوتیں کئی آدمی بار بار اپنی بیویوں کو ایکسیڈنٹ کر کر کے موت کے منہ میں دھکیلتے ہیں۔ اور پھر اُن کی رقم وصول کرتے ہیں کاش حرام و حلال کی تمیز ہوتی اور خوفِ خدا ہوتا ایسی انشورنس سے کیا حاصل جو سیدھا جہنم میں پہنچا دے انشورنس کرانی ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی انشورنس کراؤ جن کا بچپن میں دریا نے بال بیکا نہ کیا۔ جب اُن کی والدہ نے حکم خداوندی کے مطابق اُن کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا اور پھر جب فرعون نے تعاقب کیا تو بھی دریا نے راستہ دے دیا اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم سمیت صحیح سالم دریا کے پار چلے گئے انشورنس کرانی ہو تو یوسف علیہ السلام کی سی انشورنس کراؤ جن کو نہ کنوئیں گزند پہنچا نہ عزیز مصر کے جیل خانے میں بلکہ مصر کی بادشاہت ملی۔ ارے انشورنس ہی کرانی ہے۔ تو پھر ابراہیم علیہ السلام جیسی انشورنس کراؤ۔ جن کو آگ نے چھوا تک نہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی لائف بھی انشور تھی جن کا حلقوم کاٹنے سے تیز چھری نے انکار کر دیا اور اگر تم نے انشورنس ہی کرانی ہے تو ہمارے آقا و مولا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی انشورنس کراؤ جو دشمنوں کی پوری طاقتوں کے باوجود اُن کی تمام سازشوں سے محفوظ رہے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غارِ حرا میں پہنچ گئے انشورنس کرنے والے

ھ۔ نے مکڑی سے جالا بُنا دیا اور کبوتری سے انڈے دلوا دئے اور باوجود نشان کفِ پا کے بھی دشمنوں کی آنکھیں اندھی ہوگئیں اور جن کی زندگیاں انشور ہو چکی تھیں وہ یہ کہہ کر سکون پا رہے تھے

(لاتحزن ان اللہ معنا۔ (دونوں مردِ کامل کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہیں اور سچے مومنوں کی سی زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں)

اللہ کے نیک بندوں کی فراست اور کرامات

راس المحققین اسوۃ الصالحین حضرت مولانا سید امیر الحق صاحب شیخو پوری

اللہ کے بندے ضرور ہوتے ہیں کہ ان کی بعض باتیں جب ہم سنتے ہیں اور ان کے بعضے واقعات دیکھتے ہیں تو ان پر تعجب ہوتا ہے کہ یہ کیسی بات ہے اور کیا واقعہ ہے۔ کبھی اللہ کے نیک بندوں کی ایسی باتوں اور واقعات کا انکار کیا جاتا ہے اور کبھی احتیاط کرتے ہوئے ان پر سکوت کیا جاتا ہے اور کبھی عادت کی راہ اور عقل کے ترازو میں ان کو تولا اور پرکھا جاتا ہے۔ مگر ان کے تولنے اور پرکھنے کے لئے عادت اور عقل کا ترازو موزوں معیار نہیں ہے اس لئے کہ اللہ کے نیک بندوں کے اس قسم کے اخبار اور واقعات عادت اور عقل کی راہ اور اقتداء سے نہیں آتے ہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے فضل و الطاف کی خاص عادت اور ان نیک بندوں کی تشریف و تکریم میں قدرت کی سرفرازی کی راہ کے اخبار اور واقعات ہیں اس لئے ایسے واقعات اور اخبار کے تولنے اور پرکھنے کے لئے صاحب واقعات اور اخبار کے مکارم اخلاق اور فضائل اعمال اور پاکیزگی کو اور اللہ قدیر کی نوازشات کے مقتضیات کو ملحوظ رکھنا ضروری اور لازم ہے۔ اور اس قسم کے واقعات اور اخبار کو ہمارا یہ کہنا کہ وہ عادت اللہ اور عقل کے خلاف امور ہیں بڑی غلطی ہے۔ اسلئے کہ ہم کسی وقت اور کسی حال کی عادت کو دائمی اور لازم عادت سمجھتے ہیں مگر حقیقت ایسی نہیں ہے بیماری اور تندرستی کی عادت ایک قسم کی عادت نہیں ہے ایک مقام اور ایک حال کی عادت دوسرے مقام اور دوسرے حال میں دائم اور لازم عادت نہیں ہے۔ خویش واقارب کے ساتھ جو عادت ہے وہ اجنبی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ لازم عادت نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ کی جو عام عادت ہے۔ اللہ کے خاص بندوں کے ساتھ اس کی وہ عام عادت نہیں ہے بلکہ ایسے حضرات خواص امت کے ساتھ اللہ کی ایک خاص عادت ہے۔ اور جب ہم کسی ایک شخص کی عقل پر دنیا کے تمام واقعات اور معاملات میں اعتماد نہیں کرتے ہیں بلکہ جس قسم کے واقعہ اور معاملہ میں کسی کی عقل آزمائی گئی ہے تو اس قسم کے واقعہ اور معاملہ میں اس کی عقل پر باور کرنا معمول ہوتا ہے اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس کی عقل کو بیماری نہیں لگی ہے۔ اور اس کو اس خاص واقعہ پر پوری توجہ ہے اور ضد اور تمرد کے جذبات سے وہ آلودہ نہیں۔ اگر یہ امور کسی آزمودہ کار اور سلیم عقل کو بھی عارض ہو گئے ہیں پھر بھی ایسی عقل پر اعتبار کرنا حماقت کے سوا اور کیا ہے۔ کوئی وجہ اور باعث نہیں ہے کہ جس عقل کو اللہ کے بندوں کے باطن اور اعمال و اخلاص پر ان کے ساتھ اللہ کی خاص عادت اور نوازشات کا تجربہ نہیں اور نہ اس کو اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ اللہ کی خاص عادت اور اللہ تعالےٰ کی نوازشات کے دریافت کرنے کی راہ معلوم ہے تو ایسے ناواقف اور ناتجربہ کار عقل پر ایسے واقعات اور اخبار کے معاملہ میں اعتماد کرنا نامعقول اور بڑی غلطی ہے البتہ جس عقل نے ایسا تجربہ دیکھا ہے اور پوری توجہ اور اخلاص کے ساتھ ایسے امور کو اس نے سوچا ہے اور اپنے مقام پر وہ سلیم ہے تو اس نے ایسے عجیب اخبار اور واقعات کو معمول کہنے میں کبھی پس و پیش نہیں کیا اور اس قسم کے خوارق کے تسلیم کرنے میں اس کو انکار نہیں ہے۔ آپ سوچئے کہ حضورؐ کی نبوت کے بارہ میں ایک طرف حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض اور حضرت ابوبکر صدیق رض کی عقل ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نبوت کی خبر کو سُنا تو نہایت بشاشت کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا اور یقین و اذعان کے ساتھ اس کو تسلیم کر لیا اور دوسری طرف بت پرست قریش کی عقل ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کا انکار کیا اس کو جھٹلایا اور جنگ و جدال پر آمادہ ہوا اور اسی طرح حضورؐ کے معراج کے بارہ میں ایک طرف ابوبکر صدیق رض کی عقل ہے کہ جب ابوجہل کی زبان سے اس واقعہ کی خبر کو سُنا تو کسی ادنیٰ تامل کے بغیر اس کی تصدیق کی اور دوسری طرف ابوجہل کی عقل ہے جس کو اس واقعہ کی خبر سے شدت کے ساتھ استبعاد اور انکار ہے۔ ایسی عقل جس میں گمراہی غلط روی مظالم اور آثام کی سیاہی تھی ہمیشہ انبیاءؑ کے معجزات کا بھی انکار کیا۔ مگر جس عقل میں طہارت اور پاکیزگی ہے صحت اور سلامتی ہے وہ امت کے خواص اولیاء کی کرامات اور فراست کی تصدیق اور تسلیم کرنے کے لئے بھی آمادہ ہے۔ ایسی سلیم عقل کو خواص امت کی کرامات میں استعجاب اور انکار کا عارضہ لاحق نہیں ہوتا ہے۔ کرامات کا انکار صرف معتزلہ نے کیا ہے اور صرف اس غلط فہمی پر کیا ہے کہ نبیؑ اور متنبی میں ان سے التباس ہو جاتا ہے۔ مگر تحدی اور غیر تحدی کے امتیاز سے التباس نہیں ہوتا۔ قرآن شریف میں آصف کی یہ کرامت کہ اس نے بلقیس کے تخت کو طرفۃ العین میں حضرت سلیمانؑ کے حضور میں حاضر کیا ہے۔ مذکور ہے اور حضرت مریمؑ کے قصہ میں حضرت مریمؑ کے سامنے غیب سے رزق کا پایا جانا حضرت مریمؑ کی کرامت ہے۔ اور قرآن شریف میں مذکور ہے اور اصحاب کہف کا تین سو نو سال غار میں رہنا اور اس کے بعد ان کا بیدار ہونا اصحاب کہف کی کرامت ہے اور قرآن شریف میں مذکور ہے۔ میں حضرات قارئین کو چند سنن اور آثار میں خواص امت کی فراست اور کرامات یاد دلانا چاہتا ہوں

(۱) مجمع الزوائد میں حسن سند کے ساتھ مذکور ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مومن کی فراست سے بچو وہ اللہ کی روشنی سے دیکھتا ہے

۲۔ حضرت علی رض نے فرمایا ہم کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر رض کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے (الریاض النضرۃ)

۳۔ محب طبریؒ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی حضرت عثمان رض کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ ڈال چکا تھا۔ جب حضرت عثمان رض نے اس کو دیکھا تو فرمایا کیا تم میں سے میرے پاس ایسے لوگ آتے ہیں اور ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے؟ اس شخص نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی ہے؟ حضرت عثمان رض نے فرمایا

نہیں یہ میں نے وحی سے نہیں کہا یہ سچا قول ہے اور سچی فراست ہے۔

حضورؐ کے مذکورہ ارشاد اور حضرت علی رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کے آثار سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ ایک مومن میں ایک روشنی ہے اور وہ اللہ کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے۔ جس سے مومن ایسے امر کو دیکھتا ہے جو غیب ہے جس کا ادراک حاسۂ بصر نہیں کرتا جیساکہ حضرت عثمان رضؓ کے اثر میں مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضؓ نے اس آنے والے کی آنکھوں میں زنا کا اثر دیکھا۔ جس کا ادراک آنکھ نہیں کرتی بلکہ مومن کی فراست میں جو اللہ کی روشنی ہے۔ اس میں دکھائی دیا اور نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مومن کی فراست حق ہے۔ اور سچی ہے۔ جیساکہ حضرت علی رضؓ نے اپنے اثر میں اس کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ ہم کہتے تھے کہ حضرت عمر رضؓ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔ فرشتہ کا بولنا حق ہے اور سچا ہے۔ اسی طرح ہم حضرت عمر رضؓ کے بولنے کو جو آپ کی فراست تھی حق اور سچ جانتے ہیں۔

اور نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ فراست ان کے عہد کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ہر دور میں ارباب فراست ہو سکتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں مومن کے ساتھ اس کی اضافت اور تخصیص مذکور ہے۔ مومن کی طرح اور مومن کے ساتھ ہر عہد میں مومن کی فراست پائی جائے گی۔ چنانچہ حضرت عمر رضؓ بھی اپنے اثر میں فراست کو غیب کے دیکھنے کو مومن کی اضافت اور خصوصیت میں بیان فرماتے ہیں۔

محب طبری رحؒ لکھتے ہیں

"حضرت علی رضؓ نے خواب دیکھا گویا اس نے حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم محراب سے تکیہ کر کے بیٹھ گئے پھر ایک عورت کھجور کا طباق لے کر آئی اور حضورؐ کے سامنے رکھ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں میں سے دو دفعہ میں ایک ایک کھجور حضرت علی رضؓ کے منہ میں دے دی۔ حضرت فرماتے ہیں پھر میں بیدار ہو گیا اور میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور ملنے کا شوق تھا اور میرے منہ میں کھجور کی مٹھاس تھی پھر میں نے وضو کیا اور مسجد میں گیا اور حضرت عمر رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی حضرت عمر رضؓ نماز سے فارغ ہو کر محراب سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور میں نے حضرت عمر رضؓ سے اس خواب کو بیان کرنا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے ایک عورت کھجور کا ایک طباق لے کر آئی اور مسجد کے دروازہ پر کھڑی ہو گئی۔ کھجور کا وہ طباق حضرت عمر رضؓ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ نے ان کھجوروں میں کر ایک کھجور اٹھا کر میرے منہ میں رکھ دی۔ پھر آپ نے دوسری کھجور اٹھا کر فرمایا علی رضؓ کھاتے ہو! دوسری کھجور بھی میرے منہ میں رکھ دی۔ باقی کھجوریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں دائیں بائیں لٹا دیں اور میں چاہتا تھا کہ ان کھجوروں میں سے کچھ اور لیتا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے بھائی، اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو اس سے زیادہ آپ کو دیتے تو میں بھی آپ کو زیادہ دیتا۔ میں نے تعجب کیا اور دل میں کہا کہ اللہ تعالےٰ نے میرے اس خواب سے جو میں نے رات کو دیکھا حضرت عمر رضؓ کو مطلع کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے علی رضؓ! مومن اللہ کی روشنی سے دیکھتا ہے۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا امیر المومنین! آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے ایسا ہی خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے کھجور کھلانے میں میں نے وہ لذت پائی جو حضورؐ کے دست مبارک کے کھجور کھلانے سے پائی تھی"۔ حضرت عمر رضؓ کے اس اثر میں بھی اللہ کی روشنی کی اضافت اور تخصیص مومن سے بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس عہد اور دور میں بھی مومن ہو اس کو فراست ہو سکتی ہے اور ممکن ہے کہ جس کو اللہ تعالےٰ چاہے اپنی روشنی میں غیب کے امور دکھا دے جیساکہ اس واقعہ میں حضرت علی رضؓ کے دل میں حضرت عمر رضؓ کے سامنے جو خیال آیا ہے حق تعالےٰ نے حضرت عمر رضؓ پر اس کو کھول دیا اور حضرت علی رضؓ کے بتلانے سے پہلے حضرت عمر رضؓ نے اس کا جواب دیا۔ حضرت علی رضؓ نے حضورؐ کو خواب میں دیکھا جو غیب کا واقعہ ہے اور حضرت عمر رضؓ صبح کی نماز کے بعد مسجد نبوی ؐ میں محراب سے تکیہ لگائے ہوئے حضرت علی رضؓ کو یہ ظاہر فرماتے ہیں کہ آپ نے رات کو حضورؐ کو خواب میں دیکھا اور حضورؐ کے سامنے رکھے ہوئے کھجور کے طباق میں سے دو کھجوریں، حضورؐ نے حضرت علی رضؓ ... کے منہ میں دے دی تھیں۔ حضرت علی رضؓ کو حضرت عمر رضؓ کے اس بتلانے پر تعجب ہوا اور اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ کہ مومن کو اللہ تعالےٰ کی روشنی سے امر غیب کا کشف اور مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور اس قسم کی فراست اور اللہ کی روشنی میں کشف و مشاہدہ کے الطاف سے امت محمدیہ میں دوسرے حضرات بھی سرفراز فرمائے گئے ہیں اور فرمائے جا سکتے ہیں

چنانچہ الحاوی ابن باطیس سے نقل کرتے ہیں کہ "محمد ابن علی العلان نے کہا کہ میں ایک دن ابن سمعون کی مجلس وعظ میں حاضر تھا اور ابو الفتح قواس اسی مجلس وعظ میں منبر کے ایک طرف میں بیٹھے تھے اس پر اونگھنا غالب ہوا اور سو گئے اور ابن سمعون اپنی کرسی پر وعظ کہنے سے کچھ دیر خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ابو الفتح قواس جاگے اور اپنا سر اٹھایا۔ ابن سمعون نے اس سے کہا تو نے حضورؐ کو اپنی خواب میں دیکھا؟ اس نے کہا ہاں! ابن سمعون نے فرمایا میں اس لئے وعظ کرتے کرتے خاموش ہوا تاکہ تیری آنکھ نہ کھلے اور جو کچھ تو دیکھ رہا ہے"۔

ابن سمعون بغدادی صوفی صاحب فراست ہے۔ اور جو کچھ ابو الفتح قواس اپنی خواب میں دیکھتا ہے وہ غیبی امر اور واقعہ ہے مگر ابن سمعون اللہ کی روشنی میں اس کو دیکھتا ہے اور ابن سمعون کے سامنے اللہ کی روشنی میں اس کا کشف اور مشاہدہ ہوا میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن عارفین حضرات کو استدلال اور تقلید کے ایمان اور یقین کے علاوہ اعمال خیر کے اخلاص اور اکثار اور ان میں خشوع و خضوع اور حدیث نفس کے ترک سے جو یقین حاصل ہوتا ہے اور ان امور کے ثمرات میں ان کا ایمان اور یقین مکمل ہو گیا ہے اللہ کے امر میں وہ سخت اور اللہ کی مخلوق پر شفیق ہیں شبہات میں تورع اختیار کرتے ہیں اور لذات نفسانیہ سے بے رغبت ہیں خوف و خشیت تواضع توکل محاسبہ وغیرہ مکارم سے آراستہ ہیں ایسے نفوس قدسیہ کو ایمان اور یقین کے اس مقام میں فراست نصیب ہوتی ہے اور اللہ کی روشنی کے استفادہ سے سرفراز ہوتے ہیں اور اسی مقام کے ایمان اور یقین کے نور سے اس کے سامنے جب اللہ چاہتا ہے غیب کے امور کھلتے اور مشاہدہ میں آتے ہیں اور ایسے اعمال و اخلاق کے ثمرات سے ایمان اور یقین کی تکمیل کی طرف کتاب و سنت م

قسط نمبر ۲

سورۃ المجادلہ کی شرح

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

(مؤلفہ و مرتبہ)
غازی خدا بخش و لبشیر احمد بی اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ٥ (سورۂ مجادلہ پ ۲۸)

ترجمہ :- بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑتی تھی اور اللہ کی جناب میں شکایت پیش کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا کیونکہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

ایک غلط رسم کی اصلاح

۲- اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ .... اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ٥

ترجمہ! تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں وہ ان کی حقیقی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی حقیقی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا، ان کا اپنی بیویوں کو ماں کہہ دینا بری بات اور جھوٹ ہے مگر اللہ اس قسم کی لغو حرکت کو معاف کر سکتا ہے۔ اور بخش سکتا ہے۔

۳- وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ٥

ترجمہ! جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں اور پھر اپنے قول سے رجوع کرنا چاہیں ان کے لئے لازم ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کریں اس سے پیشتر کہ وہ اپنی بیویوں کو چھوئیں تمہیں اس بات کی نصیحت کی جاتی ہے۔ ورنہ اللہ تمہارے ہر ایک عمل سے باخبر ہے۔

یعنی اگر تم اس قانون کی خلاف ورزی کرو گے تو اللہ کو دھوکا نہ دے سکو گے۔ اور وہ تم کو اس کی سزا ضرور دے گا۔

۴- فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ٥

ترجمہ! جس شخص کے پاس آزاد کرنے کے لئے غلام نہ ہو تو وہ دو ماہ متواتر روزے رکھے اس سے پہلے کہ وہ اپنی بیوی کو چھوئے، اور جو اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ قانون اس لئے بنایا گیا کہ اللہ پر عمومی ایمان قائم رہے اور رسول پر بھی ایمان قائم رہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ حدود ہیں جو لوگ ان حدود کی پابندی قبول کرنے سے انکار کریں گے وہ دردناک عذاب پائیں گے

اب یہاں سے حزب اللہ کی تشکیل کی ضرورت کی طرف انتقال کیا جاتا ہے۔

۵- اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ٥

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اوندھے منہ گرائے جائیں گے جیسے ان سے پہلے لوگ اوندھے منہ گرائے گئے یقیناً ہم نے یہ آیات واضح نازل کی ہیں اور جو لوگ ان کی پیروی سے انکار کریں گے ان کو بے عزتی کا عذاب چکھایا جائے گا۔

منافقین کی شکست

مذکورہ آیت ۵ میں اَلَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ سے مراد منافقین ہیں كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد مشرکین مکہ ہیں جنہیں بدر میں شکست اور ذلت نصیب ہو چکی ہے۔

قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ؕ اس دوسری جماعت (منافقین مدینہ) کو ذلیل کرنے کے لئے یعنی تمہاری جماعت کے اندر جو رخنہ پیدا ہو سکتا ہے اس کا سدباب کرنے کے لئے ہم نے واضح اور صاف اصول بیان کر دیئے ہیں کہ تم یوں اپنی جماعت منظم کرو وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ٥ اس پارٹی کا نیا نظام منظم ہو جانے کے بعد یہ منافقین منہ نہ دکھا سکیں گے۔

۶- یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ٥

یہ لوگ اللہ کے سامنے اکٹھے کئے جائیں گے تو ان کا جماعتی حساب ہو گا۔ اس دن اللہ تعالےٰ انہیں ان کے مخفی اعمال بتائے گا (فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا) اللہ نے ان کے اعمال کو گن رکھا ہے۔ (اَحْصٰىهُ اللّٰهُ) حالانکہ وہ بھولے ہوئے ہیں (وَ نَسُوْهُ) اللہ ہر چیز پر شاہد ہے

جیسے اللہ تعالےٰ قیامت کے روز منافقین کو ان کے اعمال بتائے گا۔ اللہ چاہتا ہے کہ مومن بھی کوشش کر کے ان کو بتائیں اور جس طرح یہ خفیہ خفیہ کام کرتے ہیں۔ مومن بھی ان کے کام پر تنقید کر کے ان کو یہیں دنیا میں بتا دیں (یہ ہمارا استنباط ہے)، اس سے حزب اللہ کے منظم ہونے کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔

۷- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ٥

مسلم خفیہ جماعت!

کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز سے واقف ہے؟ جب تین آدمی آپس میں مشورہ کرتے ہیں تو چوتھا خدا ہوتا ہے اور اگر پانچ ہوں تو چھٹا خدا ہوتا ہے اگر ان سے کم یا زیادہ ہوں تو بھی وہ جہاں کہیں ہوں وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ان کے اعمال بتلائے گا۔ یقیناً اللہ تعالےٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے

چھوٹی سے چھوٹی جماعت تین یا پانچ آدمیوں کی بنائی جا سکتی ہے۔ غرض جتنے آدمی

بقیہ: جب دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہوا

ساتھ چلے اور مقابلہ جاری رکھا جائے مگر شہزادہ الٰہی بخش نے جو انگریزوں کے مخبر تھے بادشاہ کو روکا اور مشورہ دیا کہ بادشاہ باغیوں کے ساتھ کہیں نہ جائے بلکہ شہزادہ انگریزوں سے ان کی صلح وصفائی کرا دے گا۔

بہادر شاہ کی گرفتاری

دوسرے دن بادشاہ بیگمات سمیت ہمایوں کے مقبرہ میں چلے گئے اس کے بعد وہ جنرل بخت خاں کے ساتھ کسی نامعلوم مقام کو چلے جانا چاہتے تھے مگر مرزا الٰہی بخش نے بادشاہ کو نہ جانے دیا اس پر جنرل بخت خاں تو خاموشی سے غائب ہو گیا۔ مگر مرزا الٰہی بخش نے انگریزی فوج کو اطلاع دے دی جنرل ولسن نے میجر ہڈسن کو فوج دے کر بھیجا جس نے مقبرہ کو گھیر لیا اور بادشاہ کو گرفتار ہونے کا پیغام بھیجا میجر ہڈسن نے بادشاہ اور اس کے بال بچوں کی حفاظت کا یقین دلایا اور بادشاہ کو اور اس کی بیگم کو گرفتار کر کے لال قلعہ میں بند کر دیا تینوں شہزادوں کو اس کے بعد رتھوں پر سوار کر کے لایا گیا مگر ہڈسن نے راستہ ہی میں رتھ رکوائے شہزادوں کے کپڑے اتروائے اور گولیوں سے وہیں ہلاک کر دیا اور جب وہ شہر گئے تو ان کی نعشیں لے کر کوتوالی میں آ گیا جہاں ایک رات ایک دن سر بازار لٹکا کر نمائش کی ایک روایت کے مطابق ہڈسن نے شہزادوں کے سر طشت میں رکھ کر بہادر شاہ کو پیش کئے اور کہا یہ ہے آپ کی نذر جو بند ہو گئی تھی اور جسے جاری کروانے کے لئے آپ نے غدر میں شرکت کی تھی اس کے بعد دہلی میں وہ تباہی آئی جس کی مثال تاریخ میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ کرنل برن کو شہر کا فوجی گورنر بنایا گیا۔ انہوں نے چاندنی چوک کی ایک کوٹھی میں اپنے ہیڈ کوارٹر قائم کئے، اور اندھا دھند گرفتاریاں شروع کر دیں، دہلی کے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ گرفتاریوں اور قتل سے بچنے کے لئے شہر سے بھاگ رہے تھے، شہر سے باہر جاتے تو لٹیرے انہیں لوٹ لیتے تھے۔ فوجی سپاہی گھروں میں آ کر جسے چاہتے گرفتار کرتے یا گولی سے اڑا دیتے۔ دہلی کی عورتیں بے عزتی سے بچنے کے لئے کنوؤں میں چھلانگ لگا کر مر گئیں۔ فیض بازار اور کوچہ چیلان پر سب سے زیادہ آفت آئی کیونکہ یہاں کسی نے ایک انگریزی سپاہی کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کا انتقام یوں لیا کہ محلہ میں کوئی زندہ نہ بچایا تو سپاہیوں نے گھروں میں گھس کر مار ڈالا یا گرفتار کر کے اپنے افسر کے سامنے پیش کیا اور افسر نے حکم دیا کہ اسے گولی سے اڑا دو اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لارڈ ہڈسن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے ہم لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک گئے تو ایسا معلوم ہوتا کہ شہر میں قبرستان ہے بازاروں میں لاشیں نظر آتی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مردوں کے بچھونے بچھے ہیں ہم ڈر کے مارے ہوئے تھے ڈر یہ تھا کہ کہیں مردے ہماری آواز سے چونک نہ پڑیں ایک طرف کتے لاشوں کو کھا رہے تھے دوسری طرف گدھ ان کے گوشت کو نوچ رہے تھے کئی مردے ایسے پڑے تھے گویا وہ زندہ ہیں بعض مردوں سے محسوس ہوتا تھا کہ ان کے اٹھے ہوئے ہاتھ کسی طرح اشارہ کر رہے ہیں اور پھر اندھا دھند پھانسیاں دی جا رہی تھیں لوگ مخبریاں کرتے اور پرانی دشمنی کے بدلے لیتے شاہی خاندان کے۔ دور یہ دور سے تعلق رکھنے والوں کو مخبر لوگ شہزادے باغی قرار دے کر دھوکے سے افسروں کے پاس لے جاتے اور پھانسی دلا کر انعام حاصل کرتے اور شہزادوں کی حالت یہ تھی انہیں اول تو پھانسی دے دی جاتی ورنہ جیل میں بند کر کے چکی پسوائی جاتی اور کوڑے لگائے جاتے

سنگدلی کی انتہا ہو گئی

اب والیان ریاست کی باری آئی جھجر کے نواب عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے لایا گیا اور پھر پھانسی پر لٹکایا گیا راجہ ناہر سنگھ آف بلبھ گڑھ اور نواب احمد علی خاں آف فرخ نگر کو پھانسی پر لٹکایا چاندنی چوک کی کوتوالی کے سامنے پھانسیاں گاڑی گئیں۔ ملزم کو چھکڑے سے باندھ کر لایا جاتا اور دوسری طرف سے فوج باجہ بجاتی ہوئی آتی اور جلاد پھانسی پر لٹکا دیتے۔ انگریز تماشہ دیکھتے اور ہنستے اس کے بعد لاش اوندھے منہ کر کے چھکڑے میں ڈال دی جاتی اور شہر کے باہر کسی جگہ دفن کے لئے بھیج دی جاتی بہت سے لوگ بھاگ کر الور اور گوڑ گاؤں اور دوسرے شہروں کو چلے گئے مگر مخبروں نے انہیں بھی گرفتار کرا دیا اور ان کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ انگریزی فوج کے سپاہی لوٹ مار کر رہے تھے اور اس کے ساتھ حملہ اور جرمانے کرتے تھے اکیلے کٹرہ نیل کے باشندوں پر پچاس ہزار روپے کا جرمانہ کیا گیا جن مخبروں نے امداد کی انہیں انعام ملے کئی لوگوں کو مرنے والوں کی جائدادیں بطور انعام دی گئیں۔ نواب احمد علی صاحب آف کرنال نے انگریزوں کی خوب مدد کی اور فوجی دستے تیار کر کے بہادر شاہ کے خلاف لڑنے کے لئے دہلی روانہ کئے اس صلہ میں ان کو کافی جاگیریں دی گئیں۔

شاہی گھرانوں کی شہزادیوں کی یہ حالت تھی کہ بھوک سے تنگ آ کر اور جان بچانے کے لئے شہزادی رابعہ نے ایک باورچی سے شادی کر لی بہادر شاہ کی دوسری بیٹی فاطمہ ایک عیسائی اسکول میں ملازم ہو گئی بچوں کو پڑھا کر پیٹ پالتی تھی۔ غرض کہ دہلی میں وہ تباہی و بربادی ہوئی جس کی مثال تاریخ میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔

بقیہ سورہ مجادلہ صد۱۵ سے آگے

میں کام شروع کر دینا چاہیے مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح حزب الشیطان کام کر رہی ہے اس کے مقابلے میں حزب اللہ بھی اپنا کام شروع کر دے

۸- اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُھُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْکَ حَیَّوْکَ بِمَا لَمْ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ وَیَقُوْلُوْنَ فِیْ اَنْفُسِھِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُھُمْ جَھَنَّمُ یَصْلَوْنَھَا فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۔

حزب الشیطان کے اصول:

اس آیت میں حزب الشیطان کے کام بیان کئے گئے اور سمجھایا گیا ہے کہ کن باتوں کے لئے خفیہ سوسائٹی بنانا ممنوع ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) اثم (۲) عدوان (۳) معصیت الرسول

ترجمہ! کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو خفیہ مشورہ بازی سے روکا گیا مگر وہ وہی کام کرتے ہیں جن سے ان کو روکا جاتا ہے اور گناہ، سرکشی اور رسولؐ کی نافرمانی کے لئے مشورے کرتے ہیں چنانچہ جب یہ لوگ تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ایسے لفظوں میں سلام کرتے ہیں۔ جن سے اللہ تجھے سلام نہیں کرتا اور اپنے جی میں کہتے ہیں کہ جو ہم کہتے ہیں اس پر اللہ ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا؟ ان کے لئے جہنم کافی ہے وہ اس میں پڑیں گے۔ اور وہ نہایت ہی برا ٹھکانا ہے

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہیں تو بعض ذو معنی فقرے استعمال کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو ان کی خبر ہوتی تو اللہ ہم پر عذاب نہ کرتا؟ اس طرح وہ اپنی خفیہ جماعت کے کارنامے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

آیت ۹ تا ۱۰ میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس قسم کی خفیہ سوسائٹی بنائیں اور اس کے قواعد بتائے گئے ہیں۔

بقیہ: خطبہ جمعہ صد۶ سے آگے

اور انسان کو ایک نہ ایک دن ضرور اس کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے اگر اللہ جل شانہٗ کا خوف دل میں ہو اور یہ خیال ہو کہ اس کے سامنے پیش ہوتا ہے تو گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے اب دلوں میں اللہ کا خوف رہا ہی نہیں —— کچھ دن پہلے کہا جاتا تھا کہ دودھ میں پانی نہ ڈالو۔ اللہ ناراض ہوتا ہے لیکن لوگ باز نہ رہتے تھے اگر اللہ کا خوف ہوتا تو کیونکر دودھ میں پانی ملاتے۔ مگر جب مارشل لاء کا ڈنڈا آیا اور سخت قوانین نافذ ہوئے تو جرائم میں کمی ہو گئی۔ اور دودھ بھی کافی حد تک اچھا ملنے لگا۔ جونہی مارشل لاء ذرا ڈھیلا ہوا لوگوں نے پھر وہی حرکات شروع کر دیں اور جرائم اسی طرح ہونے لگے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کو خدا کا خوف مارشل لاء کے برابر بھی نہیں رہا۔ خدا کرے عوام کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو جائے اور وہ تمام کام خالصتاً اللہ کے لئے انجام دیں اور ہر گھڑی اسی کا خوف پیش نظر رکھیں —— (باقی باقی)

یادگار۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ اسلامیہ نور ہدایت

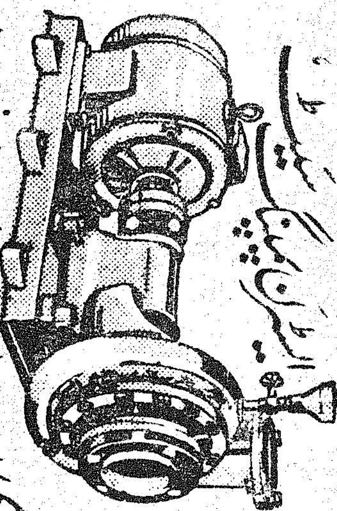
کلورکوٹ ضلع میانوالی (مغربی پاکستان)

قرار دادیں

۱- مدرسہ اسلامیہ نور ہدایت کلورکوٹ کا یہ عظیم الشان سالانہ جلسہ حضرت مولانا... علیہ اللہ صاحب انور کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ملال پر نہایت دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلےٰ جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور

۲- یہ اجلاس صدر مملکت پاکستان سے پر زور اپیل کرتا ہے کہ عائلی قوانین جو کہ قرآن اور سنت کے مخالف ہیں۔ ان کو منسوخ کر کے اسلام دوستی کا ثبوت دیں اور پاکستان میں کوئی قانون خلاف اسلام کا نفاذ نہ کریں۔ اور یہ اجلاس محترم ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری کے جوان سال فرزند ارجمند کے انتقال پر ملال پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہے۔ اور بالله تعالےٰ سے دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلےٰ جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

احقر محمد طیب بقلم خود مہتمم مدرسہ اسلامیہ نور ہدایت کلورکوٹ ضلع میانوالی



بقیہ مجلسِ ذکر ص۴ سے آگے

سے یاد کریں۔ اس کی عبادت کو کبھی ترک نہ کریں۔ ہر نیکی کا کام رضا الٰہی کے لئے کریں۔ کہ اس میں اللہ خوش ہو جائے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ ریا (دکھاوا)، چیونٹی کی چال چلتا ہے۔ اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

محترم حضرات!

اس لئے آج ضرورت ہے، کہ ہم قلوب کی اصلاح کریں۔ حلال مال کے ساتھ ساتھ اپنے دلوں میں سے ریا۔ حسد، کینہ، بغض جاہ طلبی، زرطلبی جیسی روحانی بیماریوں کو نکالیں۔ یہ بیماریاں اعمال کی تباہی و بربادی کے لئے بہت خطرناک ہیں

حضرت عمرؓ بیان فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ کچھ آدمی ایسے ہیں۔ جو بغیر حساب ایک سال پیشتر جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے کسی نے دریافت کیا۔ کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ

۱۔ امراء، سلاطین بسبب ظلم و ستم کے۔
۲۔ اہل عرب بہ سبب عصبیت کے
۳۔ کاشتکار بہ سبب تکبر کے
۴۔ تجار بہ سبب خیانت و بے ایمانی اور کھوٹ کی زندگی گذارنے کے
۵۔ گاؤں کے لوگ بہ سبب جہالت کے۔ یعنی دین سے غافل رہنے سے
۶۔ اور علماء بہ سبب حسد کے

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم سب کو روحانی امراض سے نجات عطا فرمائے۔

حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعا کی تلقین فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

ایجنٹ

تمام ایجنٹ حضرات کی خدمت میں بل ستمبر ۶۳ء روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ التماس ہے کہ ادائیگی جلد فرما دیں۔

احقر ریاض احمد سرکولیشن انچارج
ہفت روزہ خدام الدین لاہور

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کا پروگرام

۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۳ء بروز ہفتہ بذریعہ تیزگام لاہور سے عازم جہلم ہوں گے۔ اور تیرہ اکتوبر کو لاہور واپس تشریف لے آئیں گے

۱۳ر اکتوبر ۶۳ء بروز اتوار بذریعہ سندھ ایکسپریس ( ) عازم سندھ ہوں گے اور ۱۴ر اکتوبر کو تھر یجانی شریف، امروٹ شریف اور ہالے جی شریف تشریف لے جائیں گے۔ بعد ازاں آپ جونگل جائیں گے اور ۲۱ر اکتوبر کو لاہور واپس ہوں گے۔

(حاجی بشیر احمد)

جامعہ عثمانیہ میں ایڈیٹر خدام الدین کی تشریف آوری

پیر محل۔ ضلع لائل پور کی مرکزی دینی درس گاہ جامعہ عثمانیہ میں ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور ۱۰ر اکتوبر بروز جمعرات تشریف لا رہے ہیں۔ موصوف شام کو پیر محل پہنچ جائیں گے بعد از نماز مغرب جامعہ میں حسب معمول مجلس ذکر ہو گی۔ جمعہ خطبہ بھی حضرت ہی دیں گے۔ احقر بھی حضرت کے ہمراہ ہوگا۔

مخلص۔ عبد الحی عابد خطیب جامعہ عثمانیہ
حال مقیم ـــــ لاہور

بقیہ بچوں کا صفحہ ص۱۹ سے آگے

امام ولی اللہ نے قرآن مجید کا ترجمہ سب سے پہلے فارسی میں کر دیا۔ کیونکہ اس زمانے میں اردو زبان نہیں بولی جاتی تھی۔ عام لوگ فارسی ہی میں بات چیت کرتے تھے شاہ صاحبؒ نے اس بھید کو بھانپ لیا کہ خاص لوگوں کے علاوہ جب تک عام لوگ قرآن حکیم کو نہ سمجھیں گے اور اس پر عمل نہ کریں گے ان کی دنیا اور آخرت نہیں سدھر سکتی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

دپیارے بچو۔ اس سبق سے اپنی اخلاقی حالت درست کر لو

مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام جامع مسجد گنبد والی جہلم کا عظیم الشان سالانہ جلسہ

بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار، مورخہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ اکتوبر کو بڑی شان و شوکت سے منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر کے مقتدر علمائے کرام تشریف لا رہے ہیں۔ چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی، ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی، شیخ الطریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا عبد المنان صاحب راولپنڈی، مولانا عبد الحلیم۔ مولانا محمد اجمل لاہور، مولانا حافظ محمد الیاس صاحب لاہور مولانا محمد علی جالندھری، مولانا علامہ خالد محمود، مولانا عبد الحکیم صاحب راولپنڈی، مولانا حافظ خالد محمود

شعراء۔ سید امین گیلانی اور صوفی حفیظ جالندھری

نوٹ:۔ جلسہ کی آخری نشست جمعیۃ علماء اسلام کے لئے مخصوص ہے۔

(المعلن:۔ عبد اللطیف (صاحب) مہتمم مدرسہ حنفیہ جہلم)

التماس دعائے مغفرت

احقر کے بھائی محترم یحییٰ ذکریا بقضائے الٰہی اس دار فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون قارئین کرام مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ الراقم۔ ہارون ذکریا جامنگر والا کراچی نمبر ۱۔

گمشدہ کا اصلی حلیہ

میرا لڑکا رشید احمد ولد مولوی محمد عبد الہادی عباسی کلہوڑہ ساکن قصبہ مرٹل تحصیل ملتان مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی سے مورخہ ۲۴ ربیع الثانی بروز سنیچر ۸۳ھ کو بھاگ گیا ہے۔ عمر ۱۴ برس رنگ گندم گوں، زبان میں لکنت، تہبند پرانا سفید قمیض نیلے ٹاسر کی، پانچویں جماعت پاس، ناظرہ قرآن مجید ختم کیا ہوا ہے گھر سے فرار ہے۔ گھر والے اس کی جدائی سے سخت بے چین ہیں۔ جس صاحب کو علم ہو مطلع کر کے ثواب دارین حاصل کرے۔ آنے جانے کا خرچہ دے دیا جائے گا۔ پتہ مندرجہ ذیل ہے

محمد عبد الہادی عباسی کلہوڑہ صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی ضلع سکھر سندھ غفرلہٗ۔

خدام الدین کا تازہ پرچہ

اعظم بکڈپو بھکر ضلع میانوالی سے حاصل کیجئے۔

بچوں کا صفحہ

چار اخلاق

غازی خدا بخش

۱- پاکیزگی اس کا مطلب صرف بدن اور لباس کا صاف ستھرا رکھنا ہی نہیں، بلکہ جن لوگوں میں انسان اٹھتا بیٹھتا ہو، وہ بھی صاف ستھرے ہوں۔ ان کے خیالات عادتیں اچھی ہوں۔ پھر انسان جس جگہ رہتا ہو وہ بھی پاک اور صاف ستھری ہو کیونکہ صاف پاک بدن اور لباس اور جگہ کا اثر بھی دل پر اچھا پڑتا ہے اس کے دل میں برے خیالات نہیں آتے۔ جو بات بھی سوچتا ہے اچھی سوچتا ہے ان سب باتوں کو طہارت یعنی پاکیزگی کہتے ہیں

۲- خدا کی بڑائی اور اپنی عاجزی کا ظاہر کرنا سب سے بڑھ کر خداوند تعالےٰ سے محبت کرنا اور اس کے حکموں پر خوشی سے چلنا۔ اس خلق کو سماحت کہتے ہیں ــــ

۳ــ دنیا کے سامانوں سے فائدہ اٹھانا لیکن ان کی محبت میں گم نہ ہو جانا، اپنی خواہش پر خداوند تعالےٰ کی خواہش کو غالب رکھنا، مثلاً جی یہ چاہتا ہے کہ سویا رہے سردی ہے تو بستر گرم ہے اگرمی ہے تو صبح کے وقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ شیطان بھی تھپک رہا ہے کہ اذانِ فجر تو ابھی ہوئی ہے اگر انسان لیٹا رہے اور سویا رہے تو جماعت بھی ہو گئی اور سورج بھی نکل آیا، یہ اس نے اپنی مرضی کی، اگر بہادر بن کر اٹھ بیٹھتا اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جاتا۔ فرض بھی ادا ہوتا اور اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو جاتا ہے یا یوں سمجھئے کہ کوئی کھانا کھایا یا لذیذ پھل کھایا تو اُسے اتنا یاد رکھا کہ بس جب وہ کھانا یا پھل نہ ملے تو لطف اور مزا ہی نہیں آتا۔ رات دن ایسی ہی لذیذ چیزوں کے لئے کماتا رہے یہ اپنی خواہش ہے۔ بے شک حلال اور پاک چیزیں کھائے لیکن ان میں گم نہ ہو جائے۔ اِسے سماحت کہتے ہیں۔

۴ــ اللہ تعالےٰ سے ڈر کر انصاف کرنا، ہر ایک کا حق ادا کرنا ہر ایک کی خدمت کرنا کسی پر ظلم نہ کرنا، زندگی کے ہر کام میں میانہ روی اور اعتدال پر قائم رہنا اِسے عدالت کہتے ہیں۔

اچھا انسان وہ ہے جو پاک اور صاف رہے یہی آدھا ایمان ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے اور اس کے حکموں پر چلے دنیا کے سامانوں سے پورا فائدہ اٹھائے لیکن اس کی محبت میں گم ہو کر خدا کی یاد اور آخرت کی بھلائی کو نہ بھول جائے

اللہ سے ڈر کر سب کے ساتھ انصاف کرے، کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ کسی بات میں نہ کمی ہو نہ زیادتی ہو۔ اس خلق کا نام عدالت ہے ــــ

جب کوئی عمل بار بار کیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک خلق بن جاتا ہے۔ وہ انسان کے نفس میں محفوظ ہو جاتا ہے ہر انسان اس خلق کی بدولت اسی قسم کے کام بڑی رغبت سے کرتا ہے اسلام کی شریعت کا مقصد یہی ہے کہ ان پر عمل کرتے کرتے انسان کے اندر یہ چاروں اخلاق پیدا ہو جائیں۔ وضو غسل اور اچھے خیالات سے طہارت پیدا ہوتی ہے، نماز تلاوت اور ذکر وغیرہ سے اِخبات پیدا ہوتی ہے۔ روزہ زکوٰۃ، سخاوت اور عفو یعنی معاف کر دینے سے سماحت پیدا ہوتی ہے۔ سلام، بیمار پرسی اور حد میں رہنے اور آداب وغیرہ سے عدالت پیدا ہوتی ہے اور وہ صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے تاکہ دنیا میں امن اور راحت پائے اور آخرت کی زندگی کے لئے سعادت اور نیکی کا سرمایہ جمع کر کے لے جائے

عزیز نونہالو! آج کے سبق میں ہم نے تمہیں یہ چار اخلاق کا سبق سکھایا ہم نے یہ سبق کس سے سیکھا؟ ہمیں یہ سبق ہمارے استاد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے سکھایا، انہیں کس نے انہیں امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے سکھایا انہیں کس سے سیکھا۔ انہوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی سے سیکھا، طہارت، اِخبات، سماحت اور عدالت یہ چاروں اخلاق امام الحکمت امام ولی اللہ دہلویؒ کی کتابوں میں موجود ہیں جو سلطان دہلی اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال پہلے دہلی کے ایک متوسط (درمیانہ) گھرانے میں پیدا ہوئے اور انہوں نے بڑے ہو کر ہند و پاکستان کو یہ فلسفہ بتایا کہ غریبوں اور مظلوموں کی حمایت کرو جب وہ خوشحال ہوں گے تو اپنے اخلاق درست کر کے اپنے خالق اللہ تعالےٰ سے تعلق جوڑیں گے اور سب سے زیادہ محبت اس کی اپنے اندر پیدا کریں گے اسی کا نام دین ہے جو خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق قائم کر دے چنانچہ تم میں بہتر وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کو فائدہ پہنچائے۔

ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا توکل نہیں۔ زمین کو نرم کر کے ہل جوتنے کے بعد گھر میں جو دانے ہیں وہ بھی مٹی میں بکھیر دیئے جائیں پھر کھیت کے کنارے بارش کے لئے اللہ تعالےٰ کی رحمت کی امید میں بیٹھنا توکل ہے یہ باتیں سمجھانے کے لئے

باقی ص ۱۸

۱۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء

خدام الدین لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

[redacted]

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی [illegible] چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ